رُوحانیت کے بلند ترین خیالات کا پرچارک

رسالہ "اوم" دہلی

May **1968**



H. H. Maharaja Ranbir Singh ji of Jammu & Kashmir

Price: 75 Paisa **Editor : G. N. NA**

روحانیت کے فلسفہ ترین خیالات کا پرچارک

اوم

دہلی

اجمیری گیٹ

فہرست مضامین

مئی سنہ ۱۹۶۸ء

چندہ سالانہ بذریعہ منی آرڈر صرف -/11 روپیہ
وی پی منگوانے پر ایک روپیہ زائد یعنی -/12 روپیہ
ممالک غیر سے بذریعہ فارن منی آرڈر -/18 روپے

ایڈیٹر۔ گورکھ ناتھ نندہ

نوٹ:۔ سالنامہ رام انک بابت جنوری اور فروری سنہ ۱۹۶۸ء جس کی فی کاپی کی قیمت 75=3 روپے ہے۔ ابھی سالانہ چندہ میں ہی مفت بھینٹ ہو رہا ہے۔ جو اصحاب اس سے محروم ہیں۔ وہ سالانہ چندہ گیارہ روپئے بھیجکر جلد حاصل کر لیں کیونکہ رام انک اسٹاک میں ختم ہو رہا ہے۔

شری گورکھ ناتھ نندہ ایڈیٹر پرنٹر پبلیشر و پروپرائٹر نے سوڈ لیتھو پریس دہلی سے چھپوا کر دفتر رسالہ اوم اجمیری گیٹ دہلی ۶ مکان نمبر 4062

اوم

بھکت وتسلتا

(شری توبت لائے جی شوخ)

جو ہو گیا تمہارے بیساختہ حوالے
سب عیب اُسکے دل سے تم نے نکال ڈالے

حرفِ سوال آیا پھر دل سے کب زباں پر
ایسے لگائے دل میں سب خواہشوں کو تالے

پاتے تمہارے عاشق ہیں وہ قرار تم سے
پاتے نہیں ہیں جسکو دنیا کی چاہ والے

جو چاہتے ہیں تم سے تمکو ہی صدق دل سے
وہ تم کو پا ہی لیتے ہیں من چلے جیالے

آفات دہر سہتے وہ تان کر ہیں سینہ
فانی مصیبتوں میں کرتے نہیں ہیں نالے

تمکو خیال رہتا ہر حال میں ہے انکا
جاتے ہیں انکے سر سے اکثر عذاب ٹالے

ساری ضرورتیں تم کرتے ہو انکی پوری
انکو قدم قدم پر رہتے ہو تم سنبھالے

کچھ انکی زندگی کا ہوتا اثر ہے ان پر
آنکھیں ہیں جنکی بینا جو ہیں نگاہ والے

اچھے سبق جو لیتا ہے مکتبِ جہاں میں
وہ راہ پر تمہاری خود کو نہ کیوں لگالے

قسط اوّل

پرمارتھی خطوط

(خطوط از جانب شری سوامی گوبند آنند جی مہاراج بنام سوامی شاشوت آنند تیرتھ جی سابق مہاتما دولت رام ریٹائرڈ سکول ماسٹر جموں)

خط نمبر 105۔ بمقام چیچہر کانہ۔ مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۲۹ء

برتی کا قیام اور پرم شانتی

پیارے آتما۔ اوم آنند۔

برتی کا قیام نراکار سروپ میں کچھ عرصہ کے ابھیاس کے بعد ہی ہوتا ہے۔ جو گھبرا کر ابھیاس کو چھوڑ نہ دیوے برابر جاری رکھے۔ اسکی برتی تھوڑے عرصہ میں استھتی پکڑ جاتی ہے۔ (2) بنظر حقیقت جب برتی نام روپ کے اکار بھی ہوتی ہے۔ تب بھی برہم کے اکار ہی ہوتی ہے۔ جب ہم گھٹ کو دیکھتے ہیں۔ در اصل مٹی کو ہی دیکھا جاتا ہے کیونکہ کوئی نام روپ سوائے ادھشٹان دکھائی نہیں دے سکتا۔ بلکہ ادھشٹان ہی دکھائی دیتا ہے۔ (انوبھو ہوتا ہے) نام روپ کی صرف فضول کلپنا ہوتی ہے۔ زر زیور کھانڈ کھلونے کی طرح۔ (3) خود برتی کا سروپ بھی وہی ہے۔ لہر کی طرح۔ جیسے لہر خود پانی ہے اور اس کی آمد و رفت اور دوسری لہروں کا چلن اور میل جول بھی اُس کا پانی روپ ہی ہے۔ یہی حال برتی کا ہے۔ خود بھی ادھشٹان سے جدا نہیں۔ اور اسکی کریا بھی وہی روپ ہے۔ (4) برتی کے ٹھہرنے نہ ٹھہرنے سے آتما کم و بیش نہیں ہو جاتا۔ جیسے آفتاب گنگا جل یا گندے پانی میں منعکس ہونے سے برابر رہتا ہے۔ اسی طرح آتما برتی کے ٹھہرنے نہ ٹھہرنے میں یکساں رہتا ہے۔ (5) آتما سبھاوک سمادھی روپ یا اچل اور کوٹستھ ہے۔ برتی کی سمادھی سے آتما کی سمادھی نہیں ہوتی اور نہ اکھڑتی ہے۔ وہاں برتی کے ٹھہر جانے سے انتہ کرن وغیرہ کو جو گھبراتے تھے۔ آرام مل جاتا ہے۔ جو بدھی کے گیان نے بادھی وغیرہ کو پر تکش پھل دے دیا۔ یعنی شانتی بخشی۔ آتما ہر حال میں ویسا کا ویسا ہی ہے۔ البتہ بھرانتی متھیا (ادھیاس فرضی) کی شانتی ہو گئی۔ جس کی ضرورت تھی۔ فقط۔

خط نمبر 106 از راکی چٹھ۔ ۲۳ مارچ ۱۹۲۹ء

ساکشی آتما کے انوبھو کی یکتی

پیارے آتما۔ اوم آنند۔

پریم بہتر بھلا۔ جواب حسب ذیل ہے۔

(1) جو ہوگا بھلا ہوگا۔ لیکن ویراگیہ اور وچار میں کمزوری نہ آوے۔ شریر کہیں رہے اپنے اصول کو مدنظر رکھتا ہوا جو رہتا ہے اُسکا کچھ نہیں بگڑتا۔ (2) جہاں برتی موجود ہوتی ہے۔ وہاں اُسکے ہونے کا ساکشی چیتن موجود ہوتا ہے۔ جہاں برتی نہیں جاتی یا جسکی نہیں جا سکتی۔ اُسکے نہ ہونے اور نہ جانے کا ساکشی روپ سے اسکو گیان ہوتا ہے۔ اسلئے برتی اگرچہ اکاش میں جاوے تو اُس کے جانے کا ساکشی رہیگا۔ اگر نہ جاوے یا نہ جا سکے تو اُسکے نہ جانے کا ساکشی چیتن ہوگا۔ ہر طرح چیتن ساکشی کا وجود ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ برتی کے اُٹھنے اور نہ اُٹھنے کا گیان اور جانے نہ جانے کا گیان چیتن کو ہی ہو سکتا ہے۔ نہ کہ خود برتی

جڑ کو یا کسی اور کو۔ کہ جو موجود ہی نہیں۔ اسلئے چیتن ہی سرب ویاپک روپ ہے۔ (3) برتی کے بغیر کوئی پدارتھ ہی نہیں۔ اور برتی کا گیان۔ گیان سروپ کو ہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے چت میں وکھشیپ رہتا ہے۔ اس لئے بات سمجھ میں نہیں آتی۔ ورنہ بات بالکل معمولی ہے۔ اگر وچار سے سمجھ میں نہ آسکے تو ایکاگرتا (برتی نرودھ) پر یعنی نرو کلپ سمادھی پر زور دینا پڑیگا۔ فقط

خط نمبر 107 حافظ آباد۔ مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۲۹ء

ایکانت

پریے آتما۔ اوم آنند۔ آپ کا پُرجوش ویراگیہ بھرا پتر ملا۔ غور کیا گیا۔ جواب یہ ہے:۔

ہیچ گنج بے زر و بے دام نیست
جز بخلوت گاہ حق آرام نیست!

کوئی ایکانت بغیر درندوں اور دام نہیں۔ سوائے ایکانت حق کے آرام نہیں ہے۔ یعنی کہیں کوئی جاوے سخت ایکانت میں بھی وہاں بھی کئی دوش ملینگے۔ اس لئے شائق کو چاہیئے کہ جہاں اسکا چت ٹھہر جاوے اور بستر روٹی اور رہائش ان میں سنکلپ نہ دینا پڑے۔ اُسی کو ایکانت سمجھے۔ اگر کہیں زیادہ ایکانت ہونے پر طبیعت برداشت نہ کر سکی۔ بائی اور نقص پیدا ہو گئے۔ یا زیادہ شہرہ (تعریف) ہی ہو گیا۔ یا چت میں فخر ہی پیدا ہو گیا۔ اُس ایکانت کا نتیجہ ٹھیک نہیں ہوتا۔ اس لئے سدا ایسی حالت میں رہنا جہاں جس میں کوئی جان پہچان نہ سکے۔ اور اپنے چت کی حالت بدستور بنی رہے یا کسی اور سنکلپ کا موقعہ نہ ملے۔ ایسی سادگی ہی بناوٹ یا زیادہ سختی جھیلنے سے اچھی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ کُل بناوٹوں سنکلپ اور واسناؤں کو گیان اگنی سے بھسم کرنا ہے۔ جہاں اُس کے نیک سامان ہوں وہی کوہ ہمالیہ اور واششٹ آشرم ہے۔ نہیں تو اُلٹا معاملہ ہے۔ اس بات کو بڑے غور سے سوچنا اور عمل میں لانا چاہیئے۔ فقط

خط نمبر 108 - گوجرانوالہ۔ مورخہ 31 مارچ ۱۹۲۹ء

اناتما اور پرماتما تیاگ اپروکش انوبھو

پریتم آتما۔ اوم آنند۔ پریم پتر آپ کا ملا۔ بڑے غور سے پڑھا گیا۔ جواب حسب ذیل ہے۔ بدھی۔ پران شریر وغیرہ درشیہ سے آپکا کیا سمبندھ اور کیسے سوتو स्वत्व ہو سکتا ہے۔ ساکشی اسنگ کا کلپت سے کیا اور کیسے تعلق مانا جاوے۔ یا الفاظ آپکے محض جوشیلے ہیں۔ جبکہ ادھشٹان میں کلپت کا نشان ہی نہیں ملتا! تو وہ اُنکا تیاگ یا بھینٹ کیا کرے۔ اور کیوں! اُسکے لئے تو اوک سب کا تیاگ ہے۔ ایسے ہی باقی ہستی کی بابت سمجھ لینا۔ کہ انکا بھاوک ہی سروپ میں نہ ہونا موجود ہے۔ جبکہ ایک ادوتیہ شدھ آتما ادھشٹان موجود ہے محض کلپنا کر کے ان کی بھاس ہوتی ہے۔ کنارے کے پانی کی لہروں کو ہم نے توڑنا نہیں یا چھوڑنا نہیں اور نہ اُنکا ابھاو کرنا ہے۔ اُن کا وچار سے خود بخود اتینتا بھاو ہی ہے۔ پھر گرہن اور تیاگ کیسا؟ یہ سب بھرم ہے۔ (2) برتی آتما سے جُدا ہی نہیں تھی تو اسکو نیست کیا کیا جاوے۔ اُس کو نیست جاننا یا دیکھنا ہی اُس کی نیستی ہے۔ (3) جو کچھ بھاستا ہے وہ ستا ہی ہے۔ نام روپ یعنی برتی کے محض کلپنا ماتر خیال ہے جب اسکو مِتھیا سمجھ کر چھوڑ دیا گیا یعنی اُسکی کلپنا چھوڑ دی۔ جیسا کہ پہلے ادوتیہ آتما تھا ویسا ہی انوبھو ہونے لگا۔

---

(۷) برتی نے برہما کار ہونا نہیں اور نہ نیست ہونا ہے۔ جب ایسے پورے طور پر ابروکش نشچے کیا کہ برتی وغیرہ ہے ہی نہیں۔ ایک ادویت آتما ہی ہے۔ یہی برہما کار ہونا ہے۔ بلکہ ابروکش بھی سبھاوک ہی ہے۔ صرف ابروکش کے وہم کو چھوڑنا ہے۔ جب سنکلپ وپرجے دُور ہو گئے۔ سوبھاوک نیل دھارا وُت ہی نشچے اور برتی بھی خود بخود جاری رہے گی۔ فقط۔

خط نمبر ۱۰۹ - از گوجرانوالہ - مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۹ء

گذشتہ اور آئندہ کا خیال چھوڑ دو۔

پریے آتما۔ اوم آنند۔ آپ کا نہایت اعلیٰ مضمون کارڈ میں لکھا ہوا مل گیا تھا۔ آپکی سمجھ بہت اچھی ہے۔ یہی فہمید جب پختہ ہو جاتی ہے۔ تو اُس کا نام حق الیقین ہوتا ہے۔ جو بدل نہیں سکتا۔ اور برتی بھی سبھاوک اُس فہمید کے مطابق بنی رہتی ہے۔ آپ اس بات کا فکر نہ کریں۔ خود بخود نشچے پریپک (پختہ) ہو جاوے گا۔ اور سبھاوک برتی بنی رہیگی۔ صرف اتنا خیال ہونا چاہیئے۔ کہ کوئی خیال گذشتہ یا آئندہ کا انتہ کرن میں ڈیرہ نہ جما بیٹھے۔ اور درمیانی خیال کو بھی اپنی لہر سمجھتے ہوئے جیسا وقت ہو مطابق شاستر اس سے کام لیا جاوے اور معہ کام اور نتیجہ اس خیال کو فرضی اپنا سروپ لکھا جاوے۔ فقط

خط نمبر 113 - از پٹیالہ - مئی ۱۹۲۹ء

پریے آتما۔ اوم آنند۔ آپ کا کارڈ مل گیا۔ حرف بحرف پڑھ لیا گیا۔

جواب حسب ذیل ہے۔

جو پھل پختہ ہو کر گرتا ہے۔ اس کا ذائقہ اچھا ہوتا ہے۔ اور خام پھل کا ویسا نہیں ہوتا۔ خواہ اُس کو نیچے پھر پکا بھی لیا جاوے۔ لیکن جو پھل پختہ ہو کر بھی نہ گرے۔ یا اُس کو کوئی نہ اُتارے۔ وہ بالکل ہی بگڑ جاتا ہے۔ اب آپ ہر طرح علمی اور عملی واقفیت رکھتے ہیں۔ اور اپنے چت کی اوستھا کو اور اپنے شریر کی حالت کو اچھی طرح دیکھ رہے ہیں۔ آپ جو کرینگے وہ بھلا ہی کرینگے۔ میں پوری اُمید کرتا ہوں کہ قدرت آپ کو دھوکہ نہیں دیگی۔ اپنا من تو دھوکا دے بھی جاوے تعجب نہیں۔ لیکن پورے پریمی کو قدرت دھوکا نہیں دیتی۔ البتہ اس کا کئی طریقوں سے امتحان تو لے لیتی ہے۔ فقط۔

اوم اوم

گوروبانی

(گورو ارجن دیوجی مہاراج)

کام کرودھ ہنکار ماتے ویاپیا سنسار
پیؤ سنت سرنی لاگو چرنی مٹے دُکھ اندھار

ست سنتوکھ دیا کماویں۔ ایہہ کرنی سار
آپ چھوڑ سبھ ہوئے رینا جِس دئی پربھو نرنکار

جو دیسے سو سگل توں ہیں۔ پسریا پاسار
کہو نانک گورو بھرم کاٹیا سگل برھم ویچار

سچ کرتا سچ کرن ہار سچ صاحب سچ ٹیک ۔ سچو سچ وکھانیے سچو بُدھ وویک
سرب نرنتر رو رہیا جپ نانک جیوے ایک

من کیاں اِچھاں پوریاں پایا نام ندھان ۔ انترجامی سدا سنگ کرنے ہار پچھان
گورو پرسادی مُکھ اُجلا جپ۔ نام۔ دان۔ اشنان ۔ کام کرودھ لوبھ بنسیا تجیا سب ابھیمان
پایا لاہا لابھ نام پورن ہوئے کام ۔ کرکرپا پربھ میلیا۔ دیا اپنا نام
سچ محل گھر پایا گورو کا شبد پچھان ۔ بھگت جناں کو راکھدا اپنی کرپا دھار
ہلت پلت مُکھ اُجلے ساچے کے گُن سار

آٹھ پہر گُن سار دے رتے رنگ اپار
پار برھم سُکھ ساگرو نانک سد بلہار

نوٹ:۔ گوربانی سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نام کے معنی آتم گیان کے ہیں اور آتم گیان کی پراپتی کے جتنے دیگر سادھن مثلاً ست سنگ۔ بھجن پاٹھ۔ ست سنتوکھ دیا وغیرہ ہیں۔ اُنکو بھی کئی جگہ نام سے ہی منسوب کیا گیا ہے جنکو آتم گیان یعنی آتما کا ساکھشاتکار ہو جاتا ہے۔ وہی مایا کو است سمجھکر ہر وتر پری پورن برھم کو ہی اپنا آپ جانتے ہیں۔ اسی نام یعنی آتم گیان کی مہما تمام گورو گرنتھ صاحب میں ملتی ہے اور یہ نام یعنی آتم گیان پورے گورو (شروتری برھم نشٹھ۔ اُپنشد گیان کو جاننے والے اور آتم نیشٹھا والے مہان پُرش) کی سیوا سے ہی پراپت ہو سکتا ہے۔ گوروبانی میں گورو مہما۔ ست سنگ مہما۔ وِشیوں سے ویراگ۔ من کی برتیوں کو باہر سے روک کر انترمکھ کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ اور آتم انوبھو کو ہی امرت کا چشمہ کہا ہے۔ تمام گورو صاحبان اسی آتم گیان یعنی نام میں لولین رہتے تھے۔ نام خماری نانکا چڑھی رہے دن رات

قسط دوئم

برہم گیان اور آہنگرہ اُپاسنا

سلسلہ کیلئے دیکھو اپریل ۱۹۶۸ء صفحہ ۱۷

(از قلم مہاتما بھاگمل سائینی)

سُکھ کا متلاشی

یہ جگت کیا ہے؟

سنیتہ پُرش ۔ ویدک رشی براہ راست مشاہدہ سے اعلان کرتے ہیں۔ کہ ایک حقیقت موجود ہے اور جملہ معلوم و محسوس ہونے والی چیزوں اور حالتوں کی اندرونی ذات ہے۔ یا یوں کہ ایک ہی ہستی موجود ہے جو اننت (غیر محدود) ہے جو جُملہ حقیقتوں کی انتہائی حقیقت اور جملہ ظہورات عالم کی ذات ہے۔

بھگوان وید کے منتر ہیں۔

"آگ ایک ہے، شعلے، چنگاریاں، انگارے، دھواں، وغیرہ اُسی ایک آگ کی مختلف صورتیں اور شکلیں ہیں۔ بیج ایک ہے انکھوا، ٹہنی، شاخ، کونپل، پتے، پھُول پھل سب اُسی ایک ہی بیج کی مختلف صورتیں اور شکلیں ہیں۔ پانی ایک ہے۔ لہر، بوند جھاگ، بھنور، بلبلے وغیرہ اُسی ایک ہی پانی کی مختلف شکلیں اور صورتیں ہیں۔ ہوا ایک ہے۔ آندھی، جھکولے وغیرہ اُسی ایک ہوا کی صورتیں ہیں۔ مٹی ایک ہے۔ جواہر لعل، پتھر، کنکر، گھڑا، صراحی، کھلونے وغیرہ اسی ایک مٹی کے مختلف رُوپ ہیں۔ سونا ایک ہے۔ انگوٹھی، کنگن، آرسی وغیرہ اُسی ایک سونے کی مختلف صورتیں ہیں۔"

"جو ہے وہ ایک ہے۔ دہائی سینکڑہ ہزار وغیرہ۔ اُسی ایک اکائی کی مختلف صورتیں ہیں۔" "اُس اویکت سے دھیرے دھیرے پران من و اندری، شکتی اکاش، گرمی، ہوا، جل اور پرتھوی پرگٹ ہوئے۔ (منڈک اپنشد ۲-۱-۲)

"وستو ایک ہے اور گیانی اُسے کئی کئی ناموں سے پکارتے ہیں۔" (رگ وید)

"کس نے پہلے پیدا ہوئے کو دیکھا ہے؟ دُنیا کی زندگی خون اور رُوح کہاں تھیں؟ کون اعلان کر سکتا ہے کہ یہ رچنا (خلقت) کہاں سے آئی؟ دیوتا یہ نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ وہ بعد میں پیدا ہوئے، کون جان سکتا ہے کہ جڑ اور اصلیت کیا ہے؟ اور آیا وہ پیدا ہوئی یا نہیں۔؟

—— رگ وید ۱- ۲۹ اواں منتر)

"پربنچ کے جگت کے پرگٹ ہونے سے پہلے نہ ست تھا نہ اسُت تھا نہ اکاش تھا نہ اکاش کے پرے تھا مرتیو نہیں تھی اس لئے امرتا بھی نہیں تھا۔ نہ دن تھا نہ رات تھی۔ ایک بے سانس والا اپنے تتو (روپ) میں سانس لے رہا تھا۔ نہ کوئی وستو اس سے پرتھک تھی نہ اس کے پرے تھی اس تتو سے رچنا کرنے والی شکتی پھوٹی نیچے پرکرتی اوپر پران"

(رگ وید ۱- ۱۲۹ واں منتر) (شانتی گیان پرکاش)

اس سے ثابت ہوا کہ سارا جگت برہم رُوپ ہے۔ جملہ اشیاء یا صورتیں، واقعات، حالات، اور حادثات حقیقت

کو ہی ظاہر کر رہے ہیں۔ ذات برہم نہ محض ہے ہی وہ اپنے ظہورات میں جیتی جاگتی ہے۔ یہ سارا سنسار اُسی کا چمتکار اُسی کی جگمگاہٹ، اُسی کا سوندریہ اور اُسی کی وبھوتی ہے۔ یعنی ہمارے اندر اور انت کرن کے روبرو کثرت گوناگوں اور اختلاف کا مظاہرہ ہے۔ یہ برہم یا آتما غیر آشکارہ کا آشکارہ نظارہ ہے عینی بود کی نمودی صورت ہے آنند روپ آتما کا اُچھالا ہے۔ برترین حقیقت کا قدرتی ظہور ہے۔ ذات غیر مجسم کا مجسم جلوہ ہے غیر فانی ذات کی زندیہ لیلا ہے۔ آتما شاعر کی نظم ہے بحر علم کا لہرا ہے نورِ مطلق کی غیر فانی شعاع ہے حقیقت احد کا لافانی ظہور ہے ذات کی ذاتی صفت ہے۔ حقیقت روپ بیج کے مخفی اسرار کو ظاہر کرنے والا سدا بہار شجر ہے۔ آفتاب حقیقت کی ظاہری بدلنے والی صورت ہے۔ ابدی رب کا عکس ہے مگر جب تک ہم کو حقیقی شناخت نہیں ہم نے اس کا نام دُنیا رکھ چھوڑا ہے۔ لیکن چشم معرفت کھلنے پر پتہ لگتا ہے کہ یہ لگاتار اور لا بدلی حقیقت کی آنند بھری لیلا کے سوا کچھ نہیں ہمارے بیرونی حواس کے روبرو بھگوان کا سوندریہ اور پرکاش ہے ایہہ سنسار پار برہم کی لیلا وچرت آن نہ ہوئی (گورو نانک دیو)

"یہ سب واسدیو ہے"

سُکھ کا متلاشی۔ میں کیا ہوں؟

ستیہ پُرش۔ اے بیٹا! تم بصورت اور بظاہر ایک فرد بشر ہو مگر حقیقت کے پہلو سے تم سچدانند ذات آتما ہو۔ تمہاری محدودیت ایک خواب و خیال ہے۔ تم جگت کے اندر اور اس کا ایک فانی اور ناچیز جزو نہیں ہو بلکہ سارا کا سارا جگت تمہارے (آتما) کے اندر ہے۔ تم روح و جانِ عالم ہو اور خود ابدیت ہو کارخانۂ قدرت کے پس پُشت جو طاقت ہے وہی تمہاری روح کی ماہیت ذاتی ہے وہی تم ہو۔

"تت توام اسی" اے شویت کیتو تُو وہی ہے (اپنشد)

سُکھ کا مُتلاشی۔ اے مہا پربھو! مجھے تو ایسا پرتیت نہیں ہو رہا میں تو اپنے آپکو ایک پاپی دھاپی جیو خیال کر رہا ہوں اگر میں درحقیقت ہی ذات سچدانند ہوں تو اپنے آپکو پاپی دھاپی جیو سوچنے، سمجھنے اور کہنے کا خیال کہاں سے آیا۔؟"

ستیہ پُرش۔ چونکہ یہ امر کروڑوں سورجوں سے بڑھ چڑھ کر روشن ہے کہ دُنیا میں ایک ہی ہستی ہے ایک ہی طاقت ہے ایک ہی زندگی ہے ایک ہی مادہ ہے اور ایک ہی قانون ہے۔ لہر میں پانی یا زیور میں سونے کی مانند کوئی بھی ظہور ذات یا حقیقت سے الگ نہیں ہے وہی ہر شکل و صورت اور ہر تغیّر کے اندر ایک ہی لاتغیر ذات موجود ہے۔ یعنی وہ سب میں اوت پروت ہے۔ وہ حقیقت ایک اکھنڈ، ناقابل تقسیم ہونے کی وجہ سے کُل موجودات کو سدا ہی پورن طور پر حاصل ہے اگر دُوری یا جُدائی معلوم ہوتی ہے تو وہ محض پندارِ خودی ("یہ میں ہوں") کی وجہ سے ہے جس کے زیر اثر انسان شخصی وجود اور اُنکی صفات کے ساتھ ایک ہو کر اپنے آپ کو دوسروں سے الگ تھلگ مان لیتا ہے۔ اس دھندلے شعور یا اگیان یا اودیا میں مبتلا ہو کر وہ اپنے شخصی وجود کو ایک بذات خود موجود ہستی خیال کرتا ہے۔ یا یوں کہ وہ اپنے آپکو بے شمار ہستیوں سے گھرا ہوا دیکھتا ہے اور اس طرح

اُسکی بیرونی دُنیا "میں" اور "تو" میں منقسم دکھائی دیتی ہے۔ جُدائی کا یہ دھوکہ اُسے دوسروں سے خوف و خطرہ اور اپنے وجود کو بچانے کی زبردست خواہش پیدا کرتا ہے۔ اور اس طرح اُسکی زندگی میں جد و جہد شروع ہو جاتی ہے۔ اور اُسے دائم یہی فکر دامنگیر رہتا ہے کہ دوسرے اُسکی ہستی کو مٹا نہ دیں یہی مرض خودی ہے۔ جو دائم پھوڑے کی طرح درد کرتی رہتی ہے اور اسی کے زیر اثر انسان پاپ کرم کرنے لگ جاتا ہے۔ اور اپنے آپکو پاپی کہنے اور سمجھنے لگ پڑتا ہے۔

سُکھ کا متلاشی۔ بھگوان یہ پاپی دھاپی کہنے اور سمجھنے کا خیال کب اور کہاں سے آیا

ستیہ پرش۔ پیارے۔ اس کا صاف صاف جواب یہ ہے کہ اُسکی پیدائش اگیان سے ہے جو آنادی اور اننت کال سے چلا آرہا ہے۔ اس کا آغاز بتانا ناممکنات سے ہے جیسے خواب کی حالت میں یہ بتانا مشکل ہے کہ خواب کا آغاز کب ہوا ہے! ایسے ہی اس سنسار میں رہتے ہوئے حضرت انسان کے لئے یہ بتلانا ناممکن ہے کہ اس خودی کا آغاز کب سے ہوا ہے۔

نباتات اور حیوانات قدرت کی گود میں بے خبری کی زندگی جیتے ہوئے اپنے سامنے خُدا، دوزخ، بہشت یا پاپ پُن وغیرہ کے سوالات نہیں رکھتے۔ دُنیا میں ایک انسان ہی ہے جو کُل کے ساتھ اپنی وحدت کھو کر پریشانی، حیرانی، خوف، حسد، غم وغیرہ کی زندگی میں مبتلا رہتا ہے تبدیلی اور قانون ارتقا کے مطابق جب زندگی معدنیات نباتات اور حیوانات سے بتدریج گزرتی ہوئی انسانی مرتبہ پر پہنچتی ہے تو وہ نہ محض ارد گرد کے حالات کو ہی جانتی ہے بلکہ اپنے آپکو بھی جانتی ہے نچلی زندگی سے ایک نہایت اچھی بات جو انسانی زندگی میں نمودار ہوتی ہے وہ ہے خود آگاہی۔ جب حضرت انسان کے اندر پہلے پہل خود آگاہی کا ظہور ہوتا ہے۔ تو وہ "میں یہ خاص جسم ہوں" کی شکل و صورت اختیار کیا کرتا ہے یعنی وہ اپنے آپکو ایک خاص جسم اور ذہن خیال کرتا ہے یا ایک خاص جُداگانہ انسان خیال کیا کرتا ہے۔

اگر ہم بے تعصب اور کھلے ذہن سے ظہور زندگی کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ یہ خودی جیسا بتایا گیا ہے ایک پھوڑے کی مانند ہے اور یہ ایک ایسی نازک شکل و صورت رکھتا ہے جو دوسروں کی ذرا سی بات اور ڈرانے سے دُکھ کے لئے تیار بہ تیار رہتا ہے۔

جیسے کہ پہلے کہا جا چکا ہے کہ خودی اپنے آپکو زندگی کی کل سے الگ تھلگ وجود محسوس کرنے سے پیدا ہوتی ہے ایک بالکل وہمی مرض ہے۔ بقول ایک مہاتما پُرش :-

جسم میں پھوڑے کے جُداگانہ احساس کی مانند خودی بھی زندگی میں اپنا کوئی جُداگانہ وجود یا حس نہیں رکھتی جب پھوڑا کسی طرح ٹھیک ہو جاتا ہے تو جسم میں اُس کے جُداگانہ احساس کا کوئی نام و نشان نہیں رہتا۔ اس طرح خودی یا خود فراموشی بھی جہالت یا اگیان سے پیدا ہو کر آتم گیان کے ذریعہ دُور ہو کر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔"

"یا اس طرح سمجھیں کہ جس طرح جسم کے کسی حصے میں کھجلی نمودار ہو کر دُور ہو جاتی ہے تو پھر جسم میں اُس کا کوئی نام

ونشان نہیں رہتا یا جس طرح آہن (لوہے) کی تار کی کبھی دُور ہو جاتی ہے تو پھر پتہ ہی نہیں چلتا کہ وہ کدھر اور کہاں گئی۔ بعینہٖ آتم گیان یا خود شناسی) کے پرکاش اور روشنی میں خودی کا نام ونشان نہیں ملتا۔

جیو پن کے خیال کے زیر اثر انسان وہمی ہو گیا ہے۔ وہم کے زیر اثر ہے جیسے پاگل اور دیوانہ انسان اپنے ہاتھوں سے اپنا سر پیٹتا ہے ویسے ہی وہمی شخص اپنی چھاتی آپ کوٹتا ہے۔　(باقی پھر)

دیدارِ خود

(از قلم شری نوبت رائے جی شوخ)

تن کا اپنا دیکھنا سُننا نہیں　　دیکھتا سُنتا ہے تن تجھ بن کہیں؟
تیری قدرت کا دکھانا ہے کمال　　گا مزن تن تجھ سے، بالائے زمیں
تن کے اندر دل کے آئینے میں تُو　　دیکھ اپنا نورِ عالم آفریں
دیکھ دل میں منعکس حسنِ ازل　　جلوۂ جانانہ سے بے حد حسیں
بھُوں کر تُو شغلِ دیدارِ جمال　　خود کو کچھ کا کچھ سمجھ کر ہے حزیں
عقل ذکرِ اوم سے ہوتی ہے صاف　　ہو اگر یہ اسمِ اعظم دل نشیں
یادِ پاکِ اوم میں تُو لے عزیز
کارگر رکھ جذبۂ صدقِ یقیں؟

اوم

آتم درشٹی

شری کرپال سنگھ جی ایم۔ اے

قسط دوئم
سلسلہ کیلئے دیکھو پرچہ
ماہ اپریل سنہ ۱۹۶۸ء
صفحہ ۴۴

یہی جڑ چیتن کی گانٹھ ہے۔ اس اُلٹے گیان کو اُلٹنے کا مطلب ہے برہم گیان پراپت کرنا۔ یہی کنول کا اُلٹنا ہے۔

اسکے بارے میں مزید گواہی گوربانی سے ملتی ہے۔

1۔ پربھو ہوئے کرپال کمل پرگاسے۔ سدا سدا ہر دھیائیے (گورو ارجن صاحب)

2۔ چار پدارتھ کمل پرگاس۔ سب کے مدھیہ سگل تے اداس (سکھمنی) گورو ارجن ")

3۔ مٹے اندھیر اگیانتا بھائی۔ کمل ہووے پرگاس۔ (گورو رامداس جی)

1۔ " جب پربھو دیالو ہوتے ہیں تو پورن برہم گیان کی اوستھا پراپت ہوتی ہے اسلئے اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے سدا اُسکے بھجن و دھیان میں مگن رہو "

2۔ " پرماتما کا پورن گیان ہونے پر دھرم۔ ارتھ۔ کام۔ موکش (چار پدارتھ) کی پراپتی بآسانی ہوجاتی ہے۔ اور یہ حالت ہوجاتی ہے کہ سنسار میں رہتا ہوا بھی انسان ویراگ میں رہتا ہے۔ اناسکت رہتا ہے۔"

3۔ " جب پرماتما کا گیان ہوتا ہے تو اگیانتا یا اودیا کا اندھکار مٹ جاتا ہے۔" سو کمل کا کھول پرماتما کے پورن گیان کا پرتیک ہے۔

دیوی کا آٹھواں ہاتھ اوپر کو سیدھا اُٹھا ہوا ہے۔ جسکی ہتھیلی سامنے کی طرف ہے۔ یہ پورن شانتی کا پرتیک ہے۔ گورونانک اور مہاتما بدھ کی تصویروں میں اُنکے ہاتھ اسی طرح اُٹھے ہوئے دکھائے گئے ہیں جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ وہ شانتی کے اوتار تھے آج بھی ہم اگر کسی کو شانتی رکھنے کا اُپدیش دینا چاہیں تو اس ڈھنگ سے اشارہ کرتے ہیں۔

دیوی سفید شیر پر سوار ہے۔ شیر 'آتما' کا پرتیک ہے۔ یوگ وششٹ میں اور کہیں کہیں ویدانت میں بھی آتما کو شیر سے اُپما دیگئی ہے کیونکہ آتم گیان ہونے پر انسان شیر کی طرح نڈر ہوجاتا ہے۔ اُسے کال تک کا بھی ڈر نہیں رہتا جو کہ سنسار میں سب سے بڑا ڈر ہے۔ اسکے علاوہ سب وشے وکار اس سے اس طرح بھاگتے ہیں جیسے شیر کو دیکھکر گیدڑ۔ لومڑیاں وغیرہ جانور بھاگ جاتے ہیں۔

شیر کا سفید رنگ اسلئے دکھایا گیا ہے کہ آتما بے رنگ و بے نقش ہے۔ اُسکی کوئی ذات پات ورن آشرم یا چنہ نہیں ہے۔ سفید شیر کی سواری یہ پریرنا دیتی ہے کہ اپنے آپ کو شریر پر سوار ہوکر چلتے پھرتے مت سمجھو بلکہ یہ سمجھو کہ میں آتما روپ ہوں۔ یہ آتما ہی چل پھر رہی ہے۔ شریر کی کیا مجال ہے۔ یہ تو مٹی کا پتلا ہے۔ آج بھی گیا اور کل بھی گیا۔ یہ تو سا رے کے

اُوپر اسار کا غلاف چڑھا ہوا ہے جسکو ہم واستوک مان رہے ہیں۔ لیکن اصل میں اسکی ہستی نہیں۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں یہ ساری پریرنا دینے کے لئے چترکار نے عورت کا ہی چتر کیوں چُنا۔ مرد کا چتر بنا کر بھی یہ پریرنا دی جا سکتی تھی اس کا بھی کارن ہے۔

ہماری آتما اُس پرماتما کا انش ہے۔ وہ بلوان ہے یہ نربل ہے۔ ابلا ہے۔ پرماتما پتی ہے۔ یہ پتنی ہے۔ پتی پتنی کی یہ اُپما پرماتما اور آتما کے لئے ہمارے ادھیاتمک ساہتیہ میں۔ خاصکر بھگتی اندولن کال کے مہاپرشوں کے ساہتیہ میں بہت جگہ ملتی ہے۔ گوربانی میں آیا ہے۔

1۔ ایکا سیج وچھی دھن کنتا۔ دھن سُوتی پر سدا جاگنت

2۔ تھر تھر کنپے بالا جیو۔ نہ جانا کیا کرسی پیو۔

1۔ "پتی اور پتنی ایک ہی سیجا پر سوئے ہوئے ہیں۔ آتما بھی اسی شریر میں ہے پرماتما بھی لیکن آتما اُس سے بے خبر ہے حالانکہ پرماتما اُس سے الگ نہیں ہے۔"

2۔ "آتما روپی استری تھر تھر کانپ رہی ہے کہ نا معلوم اپنے کھوٹے کرموں کے کارن میرا پتی پرماتما میرے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔"

مندرجہ بالا ساری ویاکھیا کرنے کا مطلب یہ دکھانا ہے کہ کس طرح ہمارے مہان کلاکار ہمیں آتم درشٹی پردان کرنے کے لئے اپنی کلا دوارا پریتن کرتے رہے۔ اسی ساری پریرنا کو جو وشنو دیوی کی تصویر ہمیں دیتی ہے تھوڑے شبدوں میں اس طرح بیان کر سکتے ہیں:۔

آتما دیوی کے رُوپ میں یُوں کہتی ہے۔ "میں شریر روپ نہیں آتما روپ ہوں۔ اُس پرماتما کا انش ہوں۔ اے انسان تجھ سے نزدیک سے نزدیک تر ہوں۔ کیوں میری تلاش میں مارا مارا پھرتا ہے۔ اگر مجھے پانا چاہتا ہے تو پہلے دُنیا کی طرف سے اُپرام ہو کر اس طرف کو جاگرت ہو۔ پھر کرم یوگی بن۔ اپنی برائیوں کو دُور کر کے آتم گیان پراپت کر اور اسکے نتیجہ کے طور پر پرماتما کا پورن گیان پراپت کر۔ پھر تجھے مکمل شانتی ملے گی۔ پورن آنند پراپت ہوگا۔"

سوامی رام تیرتھ کی تھوڑی سی سنگت نے اقبال جیسے شاعر پر بھی رنگ چڑھا دیا تھا۔ اور وہ بے خودی میں پکار اُٹھا تھا۔

کبھی اپنا نظارہ بھی کیا ہے تو نے اے مجنوں ؎ کہ لیلےٰ کی طرح تو خود بھی ہے محمل نشینوں میں

اے پگلے مجنوں۔ تو لیلےٰ لیلےٰ پکارتا۔ مارا مارا پھر رہا ہے۔ کیا کبھی اپنا نظارہ بھی دیکھا ہے۔ تیری اہمیت اُس سے ذرا بھر بھی کم نہیں۔ جسطرح لیلےٰ شان و شوکت سے اونٹ کے کجاوے (کاٹھی) پر بیٹھکر جایا کرتی تھی اُسی شان و شوکت کے ساتھ تو بھی کجاوے پر سوار ہے لیکن تیری نظر اپنی طرف پلٹتی ہی نہیں اپنے اس حسن کو دیکھے کیسے۔ ہماری نظر پر چڑھے ہوئے چمڑے کی تہ اتنی موٹی ہو گئی ہے کہ ہم حقیقت کی طرف سے بالکل اندھے ہوئے پھرتے ہیں۔ چیزوں کو بویک (DISCRIMINATION) کی نظر سے دیکھنے کے ناقابل ہیں۔ ہم سنساری جیوؤں کا چتر

کبیر صاحب نے اس طرح پیش کیا ہے ؎

"گورو پشو نر پشو تریا پشو ۔ وید پشو سنسار ۔ مانس سوئی جانیئے جاہی وویک وچار"

یہاں پشو کا ارتھ غلام یا داس سے ہے۔ پشو کی طرح غلام کو بھی کسی بات میں اپنی عقل کا دخل نہیں ہوتا۔ کبیر صاحب کا مطلب ہے کہ سنسار کے لوگ عقل کے اندھے ہیں۔ اگر کوئی آدمی پرمارتھ کے شوق سے گورو بھی دھارن کرتا ہے۔ تو گورو کا پشو بن جاتا ہے اُسے شریر روپ سمجھکر اُسکے آگے ماتھے رگڑتا ہے لیکن کبھی بھی اُس کا واستو سروپ سمجھنے کی کوشش نہیں کرتا کہ یہ تو خود پرماتما ہی انسانی چولا پہنے پھر رہا ہے۔

اس طرح کہیں انسان کا پشو انسان بنا ہوا ہے۔ کہیں مرد استری کا پشو بنا ہوا ہے۔ کہیں پنڈت وید کا پشو بنا بیٹھا ہے۔ رات دن شاستر ارتھ ہو رہا ہے۔ واچک گیان کی گھوڑ دوڑ ہو رہی ہے لیکن اصلیت کی جھلک تک نہیں ملی۔

ہمیں گیان پراپت کرانے والی کونسی چیز ہے۔ وہ ہے وویک اور وچار۔ ست اور اسَت کا گیان۔ آتم وشلیشن (SELF ANYLASIS) یعنی آتما کو شریر سے الگ کر کے دیکھنا۔ اپنے باہری سروپ کیطرف سے آنکھیں موند کر اندر جھانکنا اور ہردیہ ساگر میں ڈبکی لگا کر وہ انمول ہیرا نکال لانا جو ہمیں مالامال کر دے اور جس کے سامنے ایک دُنیا کی تو کیا ساری ترلوکی کی دولت ہیچ معلوم ہو۔ لیکن ہم تو من و اندریوں کی سطح پر بیٹھے ہیں۔ یہاں بیٹھ کر اصلیت کو جاننا چاہتے ہیں۔ مہاپرشوں سنتوں مہاتماؤں نے جو بانیاں روحانی منڈلوں میں بیٹھ کر لکھی ہیں اُن کو ہم من اندریوں کے تل پر بیٹھ کر سمجھنا چاہتے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ اپنے من اور بدھی سے اُس کے اُلٹے سُلٹے ارتھ کر کے اپنا مطلب سیدھا کرتے ہیں۔ نتیجہ کیا ہوا دھرم میں راج نیتی کو گھسیٹ لائے۔ دھرم میں راج نیتی کا خمیر لگا دیا۔ اُس سے جو بدبو پیدا ہوئی وہی فرقہ داری ہے جس نے آج سارے سماج کو دوشت کر دیا ہے۔ انسان کو انسان نہیں رہنے دیا۔ ہمیں ہندو، مسلمان، سکھ یا عیسائی کہلانے کا کیا حق حاصل ہے جب کہ ہم ابھی تک انسان بھی نہیں بن پائے۔ دھرم تو وہاں سے شروع ہوتا ہے جہاں انسانیت کی حد ختم ہوتی ہے۔

ایران کے صوفی فقیر شمس تبریز جی نے فرمایا ہے ؎

از تو صد سالہ راہ است تا بحدِ انسانی ۔۔۔ یک صد سالہ دگر تا بحدِ مسلمانی

"تجھے انسان بننے کے لئے کم از کم سو سال کا عرصہ چاہیئے۔ اس سے اگلے سو سال تجھے مسلمان بننے کیلئے چاہئیں:۔"

دھرم یا مذہب کس مقصد کیلئے بنائے گئے۔ یہ تو سچائی یا روحانیت تک پہنچنے کے الگ الگ راستے ہیں۔ ہماری نظر تو منزل کی طرف رہنی چاہیئے۔ راستے تو سادھن ماتر ہی ہیں۔

دو آدمی الگ الگ راستوں پر چلکر شہر کو آتے ہیں۔ اگر اُنمیں سے ہر ایک اپنے اپنے راستے کی سراہنا کرے اور اُسی بات پر وہ لڑنے لگ جاویں تو اُنہیں کون عقلمند کہے گا۔ بلاشک سب اُنہیں پاگل سمجھیں گے۔ اصلیت کو نہ جانکر آج ہمارا شمار بھی ایسے پاگلوں میں ہوتا ہے۔

اُٹھ نوجوان ہندی

(کوی کرشن چندر - روی - کوٹلہ نئی دہلی)

اُٹھ نوجوان ہندی تُو قوم کو جگادے
مُدت سے سو رہی ہے کندھا ذرا ہلادے

پھر سے رشی مُنی کی ریتی وہی چلادے
تہذیب مغربی سے سب کو پرے ہٹادے

جینا اُنہیں سکھادے مرنا اُنہیں سکھادے
تو کھولکر پُرانی گاتھا سبھی سکھادے

گوبند اور ارجن رانا شِواء بہادر
شیروں کا تُو ہے بالک ہمت ذرا دکھادے

رانی وہ پدمنی تھی جھانسی کی نار دُرگا
سیتا ستی وہ ماتا پھر سے انہیں بتادے

ابھیمن۔ دھرو۔ حقیقت۔ پرہلاد سے ہوں بالک
سروَن کمار جیسے بالک یہاں کھلادے

آپس کی پھوٹ چھوڑیں یا پی کر کے جام اُلفت
ہمت۔ بہادری سے دُکھڑے سبھی مٹادے

ہندو دھرم پُرانا آدی یہی سناتن
ویدک دھرم کے موتی سنسار میں لٹادے

ہیرے ہیں اسکے کنکر دھرتی وطن خدا ہے
تو دیکھتا۔ روی۔ کیا مستک اسے جھکادے

اوم

ویدانت بودھ

(از۔ بخشی نرسنگداس لو ریٹائرڈ ڈپٹی کنٹرولر ڈیفنس اکونٹس دہرہ دون)

تمہید

پیارے ناظرین۔ ویدانت سدہانت کو ٹھیک ٹھیک سمجھنے کے لئے ویدانت کی پرکریا کا جاننا نہایت ضروری ہے۔ جو جو غلط فہمیاں اس وقت جنتا میں ویدانت کے متعلق پیدا ہو چکی ہیں۔ اس کا ایک ماتر کارن یہی غلط دھارنا ہیں۔ جن کا دور کرنا ضروری ہے۔ برہم ودّیا کے جگیاسوؤں کی اسی مشکل کو دیکھکر پہلے شری شنکر آچاریہ کرت آتم اناتم وویک نامی ٹریکٹ جنتا کی سیوا میں ارپن ہو چکا ہے۔ جو کہ رسالہ اوم کے دفتر سے مل سکتا ہے۔ یہ ویدانت بودھ بھی اسی مضمون کی لڑی ہے۔ اُمید ہے جگیاسو ورگ ان سے لابھ اُٹھانے کی چیشٹا کرے گا۔

مجھے آشا ہے۔ کہ ان پری بھاشک شبدوں اور پرکریا سمبندھی پرشنوتری کو بھلی پرکار منن کرنے کے پشچات ویدانت سدہانت کو سمجھنے میں سہائتا ملے گی۔ غلط دھارنا ئیں دُور ہو جائیں گی۔ اور برہم ستھتی کی پراپتی سہل ہوگی۔ پرماتما سے پرارتھنا ہے۔ کہ وہ ہم کو سد بدھی اور شدھ متی پروان کریں۔

اوم تت ست

جن سیوک۔ نرسنگداس لو

ویدانت بودھ۔ (۱) اُپادھی کس کو کہتے ہیں۔ ادہارن دیکر بتاؤ

جو کسی وستو میں ادھیست یا آروپت ہو اور اُس وستو سے علیحدہ ہو سکے۔ وہ اس وستو کی اُپادھی ہوتی ہے یا جس سے کوئی وستو اور کی اور دکھائی دے۔ وہ اُپادھی کہی جاتی ہے۔

گھٹ کی اُپادھی سے ویاپک مہا آکاش چھوٹا ہو کر گھٹ آکاش نام پاتا ہے۔ اسی طرح اودّیا کاریہ ستھول شریر بھی ایک اُپادھی ہے جس سے ست چت آنند سروپ برہم جیو روپ میں پرنیت ہوتا ہے۔ اودّیا نت کاریہ من یا انتہ کرن بھی ایک اُپادھی ہے۔ جس سے چیتن تنو پرچھیدیکت پرنیت ہوتا ہے۔

جب گھٹ پھوٹ جاتا ہے۔ گھٹ آکاش اور مہا آکاش پھر ایک رُوپ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح شریر روپی اُپادھی کے ناش ہونے سے جیون مکت پرش ودیہہ مکت اوستھا کو پراپت ہو۔ برہم روپ ہو جاتا ہے۔

(۲) اُپہت چیتن کا کیا ارتھ ہے۔ اُپادھی سے سنیکت چیتن۔ جہاں جہاں اُپادھی ہوگی وہاں وہاں اُپہت چیتن ہوگا۔ من کی اُپادھی سے۔ من اُپہت چیتن کہا جاتا ہے۔ انتہ کرن کی اُپادھی سے وہی انتہ کرن اُپہت چیتن اور مایا کی اوپادھی والا مایا اُپہت چیتن ہوتا ہے۔ اُپہت کے معنی اُپادھی والا ہے۔

(3) جیو کی اُپادھی کیا ہے؟ اودیا یا اگیان

(4) ایشور کی اُپادھی کیا ہے؟ مایا

(5) من کے دھرم کیا ہیں۔ راگ دویش۔ ہرش شوک

(6) مایا اور اودیا میں کیا بھید ہے۔ شدھ ستوگن کو مایا کہتے ہیں۔ اور ملین ستوگن کا نام اودیا ہے۔

(7) ملین ستوگن کیا ہوتا ہے۔ جو ستوگن رج اور تم کے ساتھ مشترت ہوتا ہے۔ وہی اشدھ یا ملین ستوگن کہلاتا ہے۔

(8) موکش کا سروپ کیا ہے = شاستری پری بھاشا میں سرو دکھوں کی نورتی اور پرم آنند کی پراپتی کو موکش کہتے ہیں۔

(9) سرو دکھ نورتی کیا ہے = اودیا اور اسی کے کاریہ جنم مرن راگ دویش یا شوک اور موہ سے رہت ہو جانا۔

(10) پرمانند کی پراپتی کیا ہے = نتیہ نراُپادھک نرا تشے آنند کا حاصل کرنا۔

(11) موکش کا ہیتو کیا ہے = دردھ اپروکش برہم گیان

(12) دردھ اپروکش برہم گیان کیا ہوتا ہے = بھاونا رہت برہم کے گیان کو دردھ اپروکش برہم گیان کہتے ہیں۔

(13) بھاونا رہت کا کیا مطلب = بھاونا تین پرکار کی کہی گئی ہے۔ سنشے۔ اسم۔ اور وپریت۔ سنشے شک کو۔ اسم ناممکن (اسمبھو) کو اور وپریت اُلٹا یا غلط کو کہتے ہیں۔ جس گیان میں یہ تینوں بھاونا کا ابھاو ہو وہی بھاونا رہت ہے۔

(14) ادردھ اپروکش برہم گیان کیا ہے = اوپروکت تین بھاونا سہت برہم کا گیان۔

(15) دردھ اپروکش برہم گیان کی پراپتی کیونکر ہو = نرنتر برہم وچار سے۔

(16) کرپا کتنے پرکار کی ہے = چار پرکار۔ ایشور کرپا۔ گورو کرپا۔ شاستر کرپا۔ آتم کرپا۔ اپنا دردھ پرشارتھ آتم کرپا ہے۔ بھوجن کپڑا مکان گرہستھ انتیادی کا خاطر خواہ بندوبست اور حالات کا سازگار ہونا ایشور کرپا ہے۔

(17) جیو کا سروپ کیا ہے = چد ابھاس سہت اودیا اور کوٹستھ یا اودیا میں چیتن کا ابھاس۔

(18) ایشور کا سوروپ کیا ہے = چد ابھاس سہت مایا اور برہم (چیتن)

(19) مایا کا سوروپ کیا ہے = ست است ولکشن انادی بھاو روپ اور انروچنیہ یعنی ناقابل بیان۔ یہ نہ برہم کے سمان ست ہے۔ اور نہ خرگوش کے سینگ۔ بندھیا پُتر اور آکاش پشپ کے سمان است ہے۔ اس کا آغاز (آد) پتہ نہیں اس لئے انادی ہے۔ برہم گیان سے شانت ہوتی ہے۔ اس لئے اس کو شانت انادی کہا گیا ہے۔

(20) وراٹ پُرش کیا ہے؟ = سمشٹی ستھول شریر ابھمانی چیتن کو وراٹ پُرش کہتے ہیں۔ اسی کو وشواتر بھی کہتے ہیں۔ دوسرے شبدوں میں ستھول جگت کا آتما وراٹ ہے۔

(21) ہرنیہ گربھ کیا ہے = سمشٹی لنگ شریر کا ابھمانی چیتن یا سوکشم جگت کا آتما ہرنیہ گربھ ہوتا ہے۔ اسی کو وشوا آتما اور سوتر آتما بھی کہتے ہیں۔

(22) ایشور کیا ہے = کارن جگت کا آتما سمشٹی کارن شریر ابھمانی چیتن ہی ایشور ہے اس کا دوسرا نام اویاکرت ہے۔

(23) ویشٹھی کیا ہوتا ہے = جزو۔ پنڈ۔ ایک حصہ۔ ایک مکان۔ ایک درخت ویشٹھی ہے۔

(24) سمشٹی کیا ہے = کُل۔ برہمنڈ۔ مجموعہ۔ بہت سے مکانوں کا مجموعہ "گاؤں" بہت سے درختوں کا مجموعہ "جنگل" سمشٹی ہے۔

ایک شریر ویشٹھی ہے۔ سب شریر مل کر سمشٹی ہے۔

(25) وراٹ ہرنیہ گربھ اور ایشور دوسرے ڈھنگ سے کہیں۔ | وراٹ = سب ستھول شریروں کا مجموعہ + چیتن کا ابھاس ہرنیہ گربھ = سب سوکشم شریروں کا مجموعہ + — " —

ایشور = سب کارن شریروں کا مجموعہ + — " —

(26) وشو کیا ہے۔ جاگرت اوستھا میں ستھول شریر ابھمانی چیتن کو وشو کہتے ہیں۔ یہ ویشٹی کا نام ہے (وراٹ، سمشٹی ہے) یہی ویوہارک جیو ہے۔ الھوا جاگرت کا جیوا آتما ہے۔

(27) تیجس کیا ہے = سوپن اوستھا میں سوکشم شریر ابھمانی چیتن ہی تیجس ہے۔ یہ پرتی بھاسک جیو آتما ہے۔ ویشٹھی ہے۔ اسی کا سمشٹی ہرنیہ گربھ ہے۔ لنگ شریر میں چدابھاس ہی تیجس ہے۔

(28) پراگیہ کیا ہے = سوشپتی اوستھا میں کارن شریر ابھمانی چیتن پراگیہ کہلاتا ہے۔ کارن شریر سے سمبندھت چیتن ہی پراگیہ ہے۔

(29) کوٹستھ کیا ہے = لوہار کا وہ اہرن جس پر گرم گرم لوہا رکھ کر وہ کوٹتا ہے۔ کوٹستھ کہلاتا ہے۔ ویدانت کی پری بھاشا میں سرب آدھار اوشٹان روپ چیتن کو کہتے ہیں۔ جو جاگرت سوپن سوشپتی اوستھا و نیز انتہ کرن کا ساکشی ہے۔

(30) کوٹستھ کے شبدارتھ کیا ہیں = چٹان کی طرح ستھر۔ ایک رس۔ اٹل۔ اوناشی۔

(31) چیتن کو کوٹستھ کیوں کہتے ہیں = جس طرح لوہار کی ورکشاپ میں اہرن جوں کا توں ایک رس اٹل ستھر پڑا رہتا ہے۔ اور دوسرا لوہا کئی پرکار کے رُوپوں میں ڈھل جاتا ہے۔ اسی طرح کوٹستھ چیتن جوں کا توں رہتا ہے۔ اور اسکے شریر من اندریہ بدلتے رہتے ہیں۔

(32) کیا کوٹستھ چیتن کی برھم سے ایک رُوپتا ہے = جی ہاں۔ ایک ہی وستو کے دو نام ہیں۔ شریر کے سمبندھ سے وہ کوٹستھ کہلاتا ہے۔

(33) کوٹستھ کے اور کیا کیا نام ہیں۔ پرتیگ آتما۔ دکشیترگیہ۔ انتریامی۔ کوٹستھ چیتن۔ کوٹستھ برھم۔ ساکشی۔ ورشٹا۔ ترُیا۔ اُپ ورشٹا۔ وغیرہ

(باقی پھر)

اوم

"چانکیہ نیتی"

مترجم شری جگن ناتھ کھنہ صفی بی اے بی ٹی

(۱) تینوں لوکوں کے پالن کرنے والے سروشکتی مان وشنو بھگوان کو پرنام کر کے انیک شاستروں کے آدھار پر "راج نیتی سمچے" نامک گرنتھ کی رچنا کرتا ہوں۔ (۲) جو اس کو ودھی پوروک پڑھ کر دھرم شاستر میں پرسدھ شبھ کاریوں اور اشبھ کاریہ کو جان لیتا ہے وہ اتی اُتم گِنا جاتا ہے۔ (۳) میں لوگوں کے ہِت کی وانچھا سے (انکی بہتری کو مدّ نظر رکھکر) وہ باتیں کہوں گا جنکو جاننے ماتر سے ہی سروگتا (ہمہ دانی) پراپت ہو جاتی ہے یعنی جن کو جان لینے سے انسان کو علمِ کُل حاصل ہو جاتا ہے۔

(۴) مُورکھ شِشیہ یعنی بیوقوف شاگرد یا چیلے کو اُپدیش کرنے سے، دُشٹ (بُری) استری کے پاس رہنے سے، اور دکھیا کے ساتھ وہار کرنے سے پنڈت بھی دُکھ پاتا ہے۔

(۵) دُشٹ استری، شٹھ متر اور آگے سے جواب دینے والا نوکر اور گھر میں سانپ کا باس یہ مرتیو روپ ہی ہیں، اس میں سنشے یا شک کی کوئی بات ہی نہیں۔

(۶) آپتی نوارن (مصیبت سے نجات پانے) کے لئے دھن کو بچانا چاہیئے۔ دھن سے استری کی رکھشا کرنی چاہیئے۔ سب کال میں استری اور دھن سے بھی اپنی رکھشا کرنی اُچت ہے۔

(۷) وپتی نوارن کیلئے دھن کی رکھشا کرنی اُچت ہے (پرشن) کیا شریمانوں کو بھی آپتی آتی ہے! ہاں دیو یوگ سے کداچت لکشمی چلی جاتی ہے تو اس سمے سنچت بھی نشٹ ہو جاتے ہیں۔

(۸) جس دیش میں نہ آدر (عزت، سمان) نہ جیوکا (روزگار) نہ بندھو (رشتہ دار) اور نہ ہی ودّیا کا لابھ ہو وہاں باس نہیں کرنا چاہیئے۔

(۹) جس استھان پر دھنک، وید کا گیاتا، برہمن، راجا، ندی اور پانچواں وئید (چکتسک) یہ پانچ ودّیمان نہ ہوں وہاں ایک دن بھی رہنا ٹھیک نہیں۔

(۱۰) جیوکا (روزی) بھے (ڈر) لجّا (شرم) کشلتا دینے کی پرکرتی، جہاں یہ پانچ نہیں، وہاں کے لوگوں کیساتھ سنگتی نہیں کرنی چاہیئے، یعنی اُن سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہیئے۔

(۱۱) کام میں لگانے پر سیوکوں کی (نوکروں اور خدمتگاروں کی) دُکھ یا مصیبت کے وقت باندھوؤں کی (رشتہ داروں کی) وپتی کال میں اور وبھو (اقبال) کے ناش ہونے پر استری کی پریکھشا یعنی آزمائش ہو جاتی ہے۔

(۱۲) آتُر ہونے پر، دُکھ یا مصیبت کے وقت اکال یعنی قحط پڑنے پر دشمنوں سے سنکٹ یا مصیبت پیدا کی جانے پر

راجا کے سمیپ یعنی نزدیک اور شمشان پر جو ساتھ دیتا ہے وہی اصلی بندھو ہے۔

(۱۳) جو نشچت وستوؤں کو چھوڑ کر انشچت کی سیوا کرتا ہے اُسکی نشچت کا ناش ہو جاتا ہے، انشچت (غیر یقینی) تو پہلے ہی نشٹ ہیں۔

(۱۴) اُتم کُل کی کنیا کرو یا (بدصورت) بھی ہو اُسے ور لے یعنی اُس سے شادی کر لے اور نیچ کُل کی سُندری یعنی خوبصورت ہو تو بھی اُس سے شادی کرنا جائز نہیں وجہ یہ کہ بیاہ تلّیہ کُل میں یعنی برابر کی کل میں ہی مناسب ہوتا ہے۔ (یہی ہے دراصل ورن ویوستھا کی بنیاد جسکو ختم کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں)

(۱۵) رنڈیوں کا، شستر دھاریوں کا، ناخن والے اور سینگ والے جنتوؤں کا، استریوں اور راج کُل پر وشواس نہیں کرنا چاہیئے۔ (صفی)

(نوٹ) یہ راج نیتی سمچے گرنتھ کے پہلے پندرہ شلوکوں کا ترجمہ ہے۔ انسانی زندگی کو کامیاب، بے خطر اور محفوظ بنانے کے لئے ان میں کافی ہدایات ہیں چانکیہ جی دیش کے ایک مسلمہ نیتگیہ یعنی حکمت عملی کے ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ جنکی مدد سے چندر گپت موریا اتنا کامیاب حکمراں ہوا۔ لیکن اس دیش کی آزادی کے بعد جن بھارتی مہان پرشوں کے ہاتھ حکومت آئی، انہوں نے اپنے دیش کے ماہرین، حکمت عملی اصولات ڈپلومیسی کو نظر انداز کرکے مغربی تہذیب و تمدن اور طرز حکمرانی کو اپنایا۔ اور حقیقت میں اُنکی یہی کوشش تھی کہ بھارت کو مغربی تہذیب کے رنگ میں رنگا جائے اور یہ کوشش آجتک جاری ہے۔ اسکی بنیاد نہرو جی نے رکھی تھی جو مغربی تہذیب کے شیدائی اور دلدادہ تھے۔ یہاں تک کہ اپنے آپکو ہندو ماننے اور کہنے سے بھی ہچکچاتے تھے اور انہوں نے ایک دفعہ یہ بھی کہہ دیا تھا کہ میں تو اتفاق سے ہندوؤں کے گھر پیدا ہوا ہوں۔ ہندوستان میں لامذہبیت کو فروغ دینے والے بھی آپ ہی تھے جکومت کو سیکولر قرار دیکر ہندو اکثریت کے حقوق کو جس طرح پامال کیا جا رہا ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ بھگوان ہی اس دیش کو بچائے۔ ورنہ حالات بڑے خطرناک پیدا ہو گئے ہیں۔ کیونکہ انتشار پسند طاقتیں زور پکڑ رہی ہیں اور حکومت بے بس نظر آ رہی ہے۔ ہر طرف بھرشٹاچار۔ اتیاچار۔ ظلم و تشدد۔ نوجوان لڑکیوں اور عورتوں کو سر بازار اُٹھا کر لے جانا۔ کشمیر۔ آسام۔ بنگال کی ناگفتہ بہ حالت، لڑکے اور لڑکیوں کا عیش پرستی کی طرف رجحان۔ نافرمانبرداری۔ اور تعلیم د ہندوؤں کی ہی بے عزتی۔ اور قتل۔ غنڈہ گردی۔ سرکاری بسوں گاڑیوں اور دیگر جائیدادوں کا مسمار۔ گویا کس کس بات کا رونا رویا جاوے۔ دیش میں ہر طرف انارکی اور قانون شکنی پائی جاتی ہے۔ نہ کسی کو دھرم۔ ایشور اور برادری کا خوف اور نہ ہی حکومت کا ڈر ہے۔ اسلئے سب سمجھدار لوگ محسوس کر رہے ہیں کہ ہمارے دیش کا کیا بنیگا۔ کیا یہی جنتا کا راج تھا۔ جس کے لئے کانگریس کو راج گدی سونپی گئی؟ کاش کہ دیش کے ہتیشی موجودہ استھتی پر غور کریں۔ اور دیش کو مزید تباہی سے بچانے کا یتن کریں:۔ (صفی)

اوم اوم

پکار

(از قلم شری بسنت ناتھ جوگی)

تجھکو پکارتا ہے پربھو جی تیرا دیوانہ
بھگون مجھے بتا دو میرا کہاں ٹھکانہ

در در کی ٹھوکروں سے بے حال ہو گیا ہوں
اپنی ہی کرنیوں سے پامال ہو گیا ہوں

اب اور کب تلک ہے در در مجھے پھرانا
بھگون مجھے بتا دے میرا کہاں ٹھکانہ

ہر اک نے مکھ ہے موڑا جاؤں کہاں بتا دے
اب اپنے چرن کملوں میں ہی مجھے جگہ دے

اپنے ہوئے بیگانے دشمن ہوا زمانہ
بھگون مجھے بتا دے میرا کہاں ٹھکانہ

دکھوں میں ہی اے بھگون گذری ہے عمر ساری
کب سے لگی ہے آنکھوں کی تیری انتظاری

ہیں بھاگیہ میرے سوئے آکر انہیں جگانا
بھگون مجھے بتا دے میرا کہاں ٹھکانا

فصل بہار میں بھی دور خزاں نے گھیرا
حسرت بھری نگاہوں کو انتظار تیرا

ظالم جہاں نے میرا لوٹا ہے آشیانہ
بھگون مجھے بتا دے میرا کہاں ٹھکانا

گرداب میں ہے کشتی اور دور ہے کنارہ
پتوار بھی ہیں چھوٹے کوئی نہیں سہارا

طوفان نے ہے گھیرا آکر مجھے بچانا
بھگون مجھے بتا دے میرا کہاں ٹھکانا

سب چھوڑ اس جگ کی تیری شرن تھا آیا
تو نے بھی اپنے در سے کیوں دور ہے ہٹایا

ہے بسنت جگ کے طعنوں کا اب یہ نشانہ
بھگون مجھے بتا دے میرا کہاں ٹھکانہ

"جموں و کشمیر میں رام راجیہ کے سنستھاپک"

مہاراجہ رنبیر سنگھ

جنم سمت ۱۸۸۷ بکرمی مطابق ۱۸۳۰ء
راجیہ ابھیشیک سمت ۱۹۱۵ مطابق ۱۸۵۸ء
نروان سمت ۱۹۴۲ مطابق ۱۸۸۵ء

"از قلم پنڈت کیدار ناتھ جی پربھاکر گوجرانوالیہ"
حال لکشمی نگر سہارنپور۔

موجودہ جموں کشمیر کے نرماتا مہاراجہ گلاب سنگھ ڈوگرہ نے جب مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وفات کے دس سال بعد ریاست کو سکھوں سے مول لے لیا تھا اُسوقت سے جموں و کشمیر میں مکمل طور پر ڈوگرہ سرداروں کی حکومت ہوگئی تھی حالانکہ اس سے پہلے بھی ریاست پر انکا ہی بول بالا تھا۔ مہاراجہ گلاب سنگھ ایک بہادر اور لائق سپاہی تھے جنکی دھاک اس وقت کے لوگوں پر بہت گہری بیٹھ چکی تھی۔ آپ کے نام کے آگے والئے جموں کشمیر و تبت یہ الفاظ لکھے رہتے تھے جو آج بھی پرانے شلالیکھوں پر کھدے ہوئے ملتے ہیں۔ آپ ہی کے ویر پتر مہاراجہ رنبیر سنگھ جی نے جب سمت ۱۹۱۵ مطابق ۱۸۵۸ء میں حکومت سنبھالی تب آپ نے جموں و کشمیر میں رام راجیہ کی ستھاپنا کا سنکلپ اپنے من میں دھارن کر لیا تھا اور اپنے راجیہ کے تھوڑے سے عرصہ میں ہی اُسے مکمل کر کے پرم دھام کو سدھارے۔ اگر مہاراجہ گلاب سنگھ نے جموں و کشمیر میں ایک چھتر راجیہ کی بنیاد رکھی تھی تو مہاراجہ رنبیر سنگھ نے اُس راجیہ کو رام راجیہ میں بدل دیا تھا۔ میرے پردادا اور دادا مہاراجہ گلاب سنگھ اور مہاراجہ رنبیر سنگھ جی کے شاہی جیوتشی تھے اور ۱۹۴۷ء تک ہمارے پریوار کو ۱۵۰ روپیہ سالانہ اور ایک دوشالہ ریاست سے ملتا تھا بلکہ رہائشی مکانات بھی ہمارے بزرگوں کو جموں میں ملے ہوئے تھے اسی طرح سینکڑوں براہمن پریوار انکی چھتر چھایہ میں رہتے تھے۔

مہاراجہ رنبیر سنگھ نے تخت نشینی کے تھوڑے ہی دنوں بعد جموں میں شری رگھوناتھ مندر کی ستھاپنا کی، وہ جانتے تھے کہ دھرم کا پرچار دھرم استھانوں اور پاٹھ شالاؤں کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے۔ جموں میں شری رگھوناتھ جی کا مندر بھارت ورش کے تمام مندروں سے نرالا ہے۔ اس مندر میں بھگوان رام کی مورتی کالے پتھر کی اور بھگوتی سیتا، لکشمن جی کے سفید پتھر کی ہے۔ ایسی مورتیاں دو جگہوں کیلئے بنوائی گئی تھیں جن میں ایک اتر بھنی (پُر منڈل) میں ستھاپت کی جانی تھی مگر وہ اب کٹرہ میں ستھاپت کی جارہی ہے۔ شری رگھوناتھ مندر کے چاروں طرف پندرہ ۱۵ بہت بڑے مندر ہیں جنمیں لگ بھگ تمام دیوی دیوتاؤں کی مورتیاں ہیں۔ علاوہ اسکے مندر میں لگ بھگ دو لاکھ کے قریب سالگرام کی مورتیاں ہیں جو کمروں میں فرش پر جڑی ہوئی ہیں۔ ان سب کی پوجا کیلئے سینکڑوں پجاری رکھے گئے تھے۔ کہتے ہیں جب یہ مندر بن کر تیار ہو چکا تھا اور مورتیاں ستھاپت ہو چکی تھیں تب مہاراجہ رنبیر سنگھ نے یہ حکم جاری کر دیا تھا کہ جب تک کوئی براہمن یا سادھو شری مدبھاگوت پران کا زبانی پاٹھ نہ سنائے گا، تب تک مندر بند رہیگا۔ راج ہٹھ بڑا بلوان ہوتا ہے۔ اس لئے کسی بھی شخص کی یہ ہمت نہ ہوئی کہ اُن کی اس پرتگیا کو کاٹ کر مندر کے دروازے کھول دیوے۔ کہتے ہیں کہ ایک دن ایک نوجوان سادھو ہاتھ میں کمنڈل اور پستک لئے مندر کے باہر آ کر کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا کہ دروازہ کھولو میں نے بھگوان کے درشن کرنے ہیں۔ پہرے دارو

نے پرارتھنا کی اور بتایا کہ مہاراجہ صاحب کا حکم ہے کہ جب تک کوئی آدمی شری مدبھاگوت پُران کا زبانی پاٹھ نہیں سنائیگا مندر بند رہے گا۔ اُس سادھو نے کہا کہ جاؤ اپنے مہاراجہ کو بُلالاؤ اور میں شری مدبھاگوت پُران زبانی سُنادوں گا۔ مہاراجہ جلدی سے وہاں آگئے اور ہزاروں نرناری مندر کے باہر کھڑے ہوگئے۔ .... اُس مہاتما نے کھڑے کھڑے 24 گھنٹہ کے اندر تمام پاٹھ زبانی کہہ سُنایا۔ اور بڑے بڑے وِدوان پنڈت گرنتھ کھولے ہوئے اُس پاٹھ کو ملا رہے تھے۔ کہتے ہیں کہ پاٹھ سماپت ہوتے ہی مندر کے دروازے کھول دیئے گئے اور اُن مہاتماجی کے چرنوں میں راجہ صاحب گر پڑے اور چھما مانگی۔ مہاتماجی نے کہا کہ میں ابھی توی میں اشنان کر کے واپس درشن کرنے آرہا ہوں تب تک آپ اندر جاکر بھگوان کے درشن کریں۔ وہ دن اور آج کا دن جارہا ہے وہ مہاتما آجتک واپس لوٹ کر نہیں آتے۔ کئی لوگ کہنے لگے کہ وہ ساکھشات شنکر پومنی تھے اور کوئی کہنے لگے کہ وہ بھگوان تھے، انہوں نے بھگتوں کی لاج رکھنے کیلئے یہ رُوپ دھارن کیا تھا۔

شری رگھوناتھ مندر میں ایک بہت بڑی سنسکرت پاٹھ شالہ اور پستکالیہ و دھرم شالہ بھی بنوائی گئی تھی۔ مہاراجہ رنبیر سنگھ نے اپنے وقت کے بڑے بڑے وِدوانوں کو شاہی خرچہ سے اکھل بھارت سے بُلاکر ہزاروں دھارمک کتابوں کو اکٹھا کروایا۔ اور پھر سینکڑوں کتابیں نئی لکھوائیں جو کہ دھرمارتھ یعنی مفت بانٹی گئی تھیں۔ کاشی۔ الوّر۔ جے پُور۔ اور سری نگر میں ہزاروں روپئے خرچ کر کے کتابوں کی نقلیں کروائی گئیں اور پھر اُنہیں جموں میں لاکر چھپوایا گیا۔ شری رنبیر جیوتر مہا نبندھ شری رنبیر حکمت پرکاش۔ نیتی کلپلتا۔ رنبیر رتناکر۔ جیت پربھا۔ وِشو ہر تنتر۔ رگھوناتھ گُن اودھے۔ پرشن رتناولی۔ متسیہ پُران کا ترجمہ۔ اور دیگر کئی کتب چھپوائی گئیں تھیں ۱۸۸۸ء میں ڈاکٹر ایم۔ اے۔ سٹائین کو بُلاکر تمام کتابوں کا کیٹالاگ CATALAGUE (فہرست) تیار کروائی گئی تھی۔ آپ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ کتنا خرچہ اس کام کیلئے کرنا پڑا ہوگا۔

رگھوناتھ بازار جو کہ شری رگھوناتھ جی کے مندر کے باہر کا بازار ہے اُسمیں مہاراجہ رنبیر سنگھ اور مہاراجہ پرتاپ سنگھ کے وقت تک گوشت کی کوئی دوکان نہ تھی، بلکہ ایسا قانوناً بند تھا۔ تمام راجیہ میں گئو ہتیا پر سخت پابندی عائد تھی۔ ایکادشی کے دن بیلوں کو کھیتی میں نہیں جوتا جاتا تھا۔

مہاراجہ رنبیر سنگھ بھگوان رام کے پرم بھگت تھے۔ اسلئے بھگوان شنکر کا سیوک ہونا نہایت ہی ضروری تھا۔

شو دروہی مم بھگت کہاوا۔ سو نر سپنیوں موہے نہ بھاوا

جموں میں پریڈ گراؤنڈ میں شری رنبیریشور مہادیو کے نام سے ایک بہت وشال شو مندر بنوایا گیا جس میں 1¼ لاکھ سپھٹک مَنی (بلّور) کے چھوٹے چھوٹے شولنگ۔ گیارہ بہت بڑے بڑے شولنگ جو تقریباً ۶½ فٹ اونچے ہونگے اور گیارہ بلّور کے بڑے شولنگ۔ گنیش جی اور شو پریوار کی دوسری مورتیاں ستھاپت کی گئی۔ یہ مندر بھی بھارت میں اپنے ڈھنگ کا بے جوڑ مندر ہے۔ پُرمنڈل تیرتھ (جموں سے 20 میل دُور) میں سونے سے جڑے ہوئے بھگوان شنکر کے مندر اور ہزاروں شولنگ ستھاپت کئے گئے تھے جو ابھی تک موجود ہیں۔ پُرمنڈل کے نزدیک اُتر بہینی میں تمام ہندوستان کے تیرتھوں کا پُنیہ پراپت کرنے کیلئے کروڑوں روپوں کی مورتیاں منگوائی گئیں تھیں مگر مہاراجہ صاحب کے سورگ واس

ہوجانے کی وجہ سے وہ ابھی تک وہیں پر بکھری ہوئی پڑی ہیں۔ انہیں ایک 125 من وزنی ہنومان جی کی مورتی بھی تھی جسے اب کٹڑہ میں لاکر ستھاپت کیا گیا ہے۔ مہاراجہ صاحب کا وچار تھا کہ پرمنڈل سے لیکر جموں تک چپے چپے پر مندر تعمیر کئے جاویں تا کہ سویرے اور شام کو جب شری رگھوناتھ جی کے مندر میں آرتی ہو تو پرمنڈل تک گھنٹوں اور گھڑیالوں کی آواز سے ساری فضا گونج اٹھے۔

جموں میں آپ نے بیشمار مندر دھرمشالائیں تعمیر کراوئیں جسکی وجہ سے جموں کو مندروں والا شہر بھی کہتے ہیں۔ آپکے دربار کے چیف دیوان شری جوالا سہائے جی نندہ آف امین آباد نے بھی ایک بہت عالیشان مندر جموں میں تعمیر کروایا تھا۔ جو ابھی تک اُسی شان شوکت سے قائم ہے۔

(۱) "مہاراجہ رنبیر سنگھ جی ماتا ویشنو کے پرم بھگت تھے انہوں نے کئی بار ننگے پاؤں ہزاروں لوگوں کے ساتھ جموں سے پیدل ماتا ویشنو کے درشنوں کیلئے یاترا کی۔ جموں سے لیکر دربار تک جگہ جگہ پر مندر اور دھرمشالائیں بنوائیں جو آج بھی موجود ہیں۔ ویشنو دربار کے چڑھاوا کو جو آج کے یُگ میں کئی لاکھ روپے سالانہ ہو جاتا ہے۔ آپنے دربار کے چاروں طرف رہنے والے ٹھاکر راجپوتوں اور پُجاریوں میں ہی بانٹ دینے کا حکم جاری کر دیا تھا۔ اور پوجن کا سارا بوجھ اپنے اوپر لے لیا تھا۔ آج بھی ویسے ہی چل رہا ہے۔ کٹڑہ میں بھگوتی ویشنو کا وشال مندر اور ایک دھرمشالہ بنوائی تھی جو آج بھی درشن کرنے یوگیہ ہے۔

(۲) "جموں میں شاہی محلات کے نزدیک ایک کوٹی ہوئن بھون بنوایا تھا جس میں اُنکے جیون کال میں روزانہ ست (۱۰۰) چنڈی۔ سہسر (۱۰۰۰) چنڈی۔ الوت چنڈی پر شچرن بڑے بڑے ودوانوں دوارہ ہُوا کرتے تھے۔

(3) مہاراجہ رنبیر سنگھ جی نے جموں وکشمیر کے دھرم استھانوں کے علاوہ ہردوار۔ بنارس۔ ایودھیا۔ تیو بن۔ بدری ناراین پریاگ راج۔ دوارکا وغیرہ وغیرہ پر سدھ تیرتھوں پر بڑے بڑے مندروں، دھرمشالاؤں کا نرمان کروایا تھا۔ جنکے ساتھ پاٹھ شالہ اور سداورت بھی چلا کرتے تھے۔ ماتا ویشنو دیوی کی گپھا اور پہاڑی راستہ کو آپنے لاکھوں روپیہ خرچ کر کے ٹھیک کروایا۔ اور کئی بار وہاں کی یاترا بھی کی اسی طرح امرناتھ جی و دیگر استھانوں میں مندر دھرمشالہ بنوائیں اور دھرم کا پرچار کیا۔ ہندوستان بھر کے تیرتھ استھانوں میں آپ نے مندر و دھرمشالائیں تعمیر کروائیں جو ابھی تک قائم ہیں ہردوار میں ہر کی پوڑی کے ساتھ جموں والوں کی دھرمشالہ ابھی تک موجود ہے۔ آپ نے ان تمام دھرم استھانوں کی دیکھ ریکھ کیلئے۔ اپنے راجیہ میں محکمہ دھرمارتھ کی بنیاد ڈالی جو بالکل نئی چیز تھی۔ مہاراجہ اشوک اور چندر گپت کے بعد ایسا محکمہ ہندو راجاؤں میں صرف مہاراجہ رنبیر سنگھ جی نے ہی چلایا تھا۔ اس محکمہ کے ماتحت تمام دھرم استھان۔ پاٹھ شالائیں اور مندر تھے۔ دان کا پربندھ بھی اسی کے ہاتھ میں تھا۔ اس محکمہ کے نام ریاست کی چُنگی کی آمدنی لگادی گئی تھی۔ آج یہ محکمہ ایک ٹرسٹ کی شکل میں چل رہا ہے جسکے سول ٹرسٹی مہاراجہ ڈاکٹر کرن سنگھ ہیں۔

مہاراجہ رنبیر سنگھ نے اپنے راجیہ میں دھرم کا بول بالا کیا اور اپنی پرجا کو یکساں بھاؤ سے دیکھا۔ بھگوان رام کے بتائے ہوئے اُصولوں کے مطابق آپ نے اپنے راج کو چلایا اور اپنے جیون میں دھرم کا وہ پرچار کیا کہ جس کو لکھنا اور کہنا بھی مشکل ہے۔

دربار گڑھ جیسے منڈی مبارک پور بھی کہتے ہیں۔ جہاں پر گزشتہ دنوں ریاست کا سیکرٹیریٹ تھا بالکل ہندو ڈھنگ سے بنایا گیا تھا۔ گرین ہال جس میں شاہی دربار لگا کرتا تھا بھگوان رام کے دربار کے مطابق بنوایا گیا تھا۔ پرسدّ سنگیت کار پنڈت وشنو دگمبر جی کو رام گن گان کیلئے اسی ہال میں بلایا گیا تھا۔ مہاراجہ کو کہتے ہیں کہ شوگر کی بیماری تھی مگر انہوں نے اپنے جیون میں کسی غیر ہندو کے ہاتھ کی دوائی نہیں کھائی تھی۔ حالانکہ بہت بڑے بڑے حکیم اُن کے علاج کے لئے بُلائے گئے تھے مگر کسی غیر ہندو کے ہاتھ کی دوائی کھانے سے پران دے دینے انہوں نے بہتر سمجھے۔

مہاراجہ رنبیر سنگھ بہت ہی بہادر اور خوبصورت نوجوان تھے۔ آپ نے پُرانے راجپوتوں کی طرح بڑی بڑی مونچھیں اور گول داڑھی رکھی ہوئی تھی۔ کہتے ہیں آپ کی مونچھوں پر لیموں ٹھہر سکتا تھا۔ آپ سورج بنسی راجپوت تھے اور چڑھتے سورج کا نشان ہمیشہ آپ کے لباس پر رہتا تھا۔

کاش آج بھی ایسے دھارمک اور انصاف پسند حکمراں بھارت ورش میں پیدا ہوں تاکہ دیش کا موجودہ ادھوپتن رک جاوے اور مہاتما گاندھی کے رام راجیہ کا خواب پورا ہو سکے۔

رام راج بیٹھے ترلوکا — ہرشت بھیئے گئے سب شوکا

قسط دوئم

اوم

درگا اُستتی

(گورو گوبند سنگھ جی کی بانی سے)

بارج بلوچن برتن بموچن سوتج بموچن کو چکیے
چنچلا برانگی بید پرسنگی نیج ترنگی کھنڈ سرنگ
گھنٹکا براجے رن جھن باجے بھرم بھجے بھاجے سنت سرنگ
دُرجن دل دجھے من تن رجھے سبھین بھجے رودر رنگ
چاچری پرجودھن دُشٹ بردھن روس اردھن کرور برتے
چالیا جیتنی شترو متھنی دُشٹ پر داہن گاڑھ متے
کھتری ان کھنتنگی ابھے ابھنگی آد اننگی اگادھ گتے
سُر نر پتی پارن پتت اُدھارن دُشٹ نوارن دوکھ ہرے
دامنی پرکاسے اُن تن ناسے جوت پرکاسے اتُل بلے
اشٹا ادھ باہن بول نباہن سنت پناہن گوڑھ گتے
دُکھ دوکھ پربھچھن سیوک رچھن سنت پردچھن سدھ سرے
گنجن گماتے اتُل پرواتے سنت جماتے آد انتے
کارن کربلی گرب گہیلی جوت جتیلی تنُر متے

دامنی پرہاسے سکسر ناسے سوبرت سوباسے دُشٹ گرسے
جے جے ہوسی مہکھاسُر مردن آد اناد اگادھ اُردھنگ
کوکلا سن لاجے کل بکھ بھاجے سُکھ اُپراجے مدّھ اورنگ
جے جے ہوسی مہکھاسُر مردن چنڈ چکر تن آد گورنگ
دھومر اچھ بدھنسن پرلے پرچنسن جاگ بدھنسن سدھ متے
جے جے ہوسی مہکھاسُر مردن آد جگاد اگادھ گتے
برڑالاچھ بہنڈن چھیر ونڈن تیج پرچنڈن آد برتے
جے جے ہوسی مہکھاسُر مردن بسُو بدھنسن سلیسٹ کرے
داتوی پرکرکھن سرور ورکھن دُشٹ پردھرکھن بتل تلے
جے جے ہوسی مہاکھاسُر مردن آد اناد اگادھ برتے
سارنگ سناہے دُشٹ پرداہے اری دل گاہے دوکھ ہرے
جے جے ہوسی مہکھاسُر مردن سادھ بدچھن دُشٹ ہنتے
اشٹا ادھ چمکن شستر جھمکن دامن دمکن آد برتے

ڈھکڈ ڈھکی دمنکے باگھ بنیکے بھچا بھیر تکے سدھ گتے
جے جے ہوسی مہکھاسُر مردن آد جگاد اناد متے
چچھر آسُر مارن نرک نوارن پتت اُدھارن ایک بھٹے
پاپان بہنڈن دُشٹ پرچنڈن کھنڈ اکھنڈن کال کٹے
چندرانن چارے نرک نوارے پتت اُدھارے مُنڈ متھے
جے جے ہوسی مہکھاسُر مردن دھومر بدھنسن آد کتھے
رکتاسُر مردن چند چکردن دانو اردن برال بھے
سردھار ببرکھن درجن دھرکھن اتُل امرکھن دھرم دھجے
دھومر اچھ بدھنسن سرونت چنسن سمبھ بپات نسمبھ متھے
جے جے ہوسی مہکھاسُر مردن آد انیل اگادھ کتھے

اوم اوم

گوبند رامائن

(گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کی قلم سے)

بھگوان رام کا بچپن | گورو گوبند سنگھ جی مہاراج نے اپنی رامائن میں رام جنم کا جو خاکہ پیش کیا ہے اس کا کچھ حصّہ ماہ مارچ کے پرچہ میں پیش کیا گیا تھا۔ گورو صاحب نے اس سلسلہ میں آگے چل کر لکھا ہے۔ ـــ

آج کاج بھئے سبے ایہہ بھانتی بولت ہیں
بھومی بھوری اُٹھی جے دھرتی باجت باجے گین
این این دھجا بندھی سب باٹ بندن دار
لیپ لیپ دھرے ملے اگرہاٹ باٹ بازار
ساجے ساجے ترتنگ کنچن دیت زینن دان
مست سہت دیئے رنگین اندلہ رُودر سمان
کنکنی کے جال بھوشت دیئے سیندن شدھ
گائین کے پُرماتو ایہی جیہی آدت یدھ!
باجی ساجی دیئے اِتے جیہہ پائے ہین پار
دوس دوس بڑھے بگیو رن دھیر رام اوتار

یعنی ـــ اودھ کے سب نگر واسی کہنے لگے کہ آج ہماری سبھی کامنائیں پوری ہوگئیں۔ ساری پرتھوی میں جے جے کار ہونے لگا۔ گھر گھر باجے بجنے لگے۔ دھجائیں لہرانے لگیں۔ اور سواگتی دروازے بنائے گئے، بازار دوکانیں اور گھربار سبھی اگر اور چندن سے لیپ دیئے گئے۔ راجہ نے غریبوں کو سونے کے سازوں سے سجے ہوئے جو اندر کے ہاتھی کو بھی مات کرتے تھے۔ دان دیئے جھالروں والے رتھ اور گئووں کے جھنڈ کے جھنڈ بھی دان دیئے۔

اُدھر شری رام چندر اور دوسرے راجکمار بڑے ہونے لگے۔ ـــ

شستر شاستر کی سبھی ودھی دین تاہی کمار
اشٹ دیوس ہو گئے لے سرو رام کمار
بان پانی کمان لے ورہنت سرجو تیر
پیت پیت پچھوریکا رن دھیر چار ہو ویر
دیکھ دیکھ نرپان کے در ہنت بالک سنگ
بھانتی بھانتی کے دھرے تن چیر رنگ برنگ

راجہ نے انکی سکھشا کا پربندھ کیا۔ جہاں اُن کو شاستر پڑھائے وہاں شستر ودیا کا بھی ماہر بنا دیا۔ کیسے اچنبھے کی بات ہے کہ بہت تھوڑے دنوں میں ہی رامچندر جی اور دوسرے راجکماروں نے سب ودیائیں سیکھ لیں۔ وہ ہاتھوں میں دھنش بان لے کر سرجو کے کنارے گھومنے لگے۔ وہ پیتامبر پہنے رہتے تھے۔ جب راجہ دشرتھ انہیں دوسرے راجاؤں کے راجکماروں کے ساتھ رنگ برنگ کپڑے پہنے دیکھتے تو بہت خوش ہوتے تھے۔

یگیہ رکھشک رام | آج کل ہمارے کئی اکالی بھائی اپنے آپ کو آریہ دھرم سے الگ سمجھتے ہیں اگر کہیں وہ گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کے گرنتھوں کو پڑھیں تو اُنکی آنکھیں کھل جائیں۔ آریہ مریادا

پرشوتم بھگوان رام چندر نے بچپن میں ہی برشی وشوامتر کے ویدک یگیہ کی رکھشا کی تھی۔ رشی جب ہون یگیہ شروع کرتے تھے تو راکشش اس میں وگھن ڈالتے تھے۔ چنانچہ وشوامتر مہاراج دشرتھ کے پاس آئے اور ان سے شری رامچندر اور لکشمن جی دونو کو یگیہ رکھشا کیلئے لے گئے۔ بھگوان رام نے راکھشش سباہو کو مار ڈالا۔ ماریچ کو سمندر کے پار پہنچا دیا۔ اور ان کی ماتا تاڑکا کو بھی موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ اس ساری گھٹنا کو گورو گوبند سنگھ اس طرح قلمبند کرتے ہیں۔

۵ ایس بات بھئی تبے اِت اور وشوامتر   یگیہ کو کرہیو آرنبھ تو شنارتھ سو پُتر
ہوم کی لے واشا اُٹھے دھائے دیت تُورنت   لوٹ کھاون سب ساسگری مار کوٹ مہنت
کوئی کھات ہو بیٹھیہ جے تن پہ کچھ نہ بسائے   ناک ادھ ہی آئے رت میں وشش کر مُنی رائے
آئی بھوپتی کو کہا سُت دیہو موکو رام سنا تو   توکوں بھسم کرئی کیوں آجھی یہی بھٹام
کوپ دیکھ مُنیش کو نرپ پتر ناسنگ دین   یگیہ منڈپ کو چلبو لے ناہی سنگ پروین
ایک مارگ دُور ہے اِک نیری سے سُنی رام   راہ بھارت راکھس جبہہ تاڑکا کر نام
جَون مارگ گاتی رہ تیہی راہ چلہو آج   چرت چنت نہ کیجیئے دوج دیوکے کہے کاج

یعنی انہی دنوں ایک بات یہ ہوئی کہ رشی وشومتر نے پتروں کی ترپتی کے لئے پتر یگیہ شروع کیا۔ ہون کی خوشبو پا کر راکشش وہاں پر آپہنچے اور یگیہ کی سامگری لوٹ کر اودھم مچانے لگے۔ وہ سادھو مہاتماؤں کو مار پیٹ کرنے لگے۔ یہ دیکھکر مہرشی وشوامتر غصے سے بھر کر ایودھیا آئے اور راجہ دشرتھ سے بولے کہ یا تو مجھے اپنے پُتر دے دو نہیں تو تمہیں یہیں بھسم کر دونگا۔ راجہ دشرتھ نے مُنی وشوامتر کا کرودھ دیکھکر اپنے دو پتروں شری رامچندر اور لکشمن جی کو اُنکے ساتھ کر دیا۔ راستے میں چلتے ہوئے رشی وشوامتر نے کہا رام! ایک راستہ دُور کا ہے۔ اور ایک نزدیک کا۔ لیکن پاس والے راستہ میں راکششوں کی ماں تاڑکا اور اس کے گن رہتے ہیں۔ شری رام نے کہا مہرشی! جس راہ سے آپ چلنا چاہیں بے دھڑک چل سکتے ہیں۔ آپ کسی بات کی فکر نہ کریں۔ یہ رکھشا کا کام برہمنوں اور دیوتاؤں کا کام ہے۔ اس سے آگے گورو گوبند سنگھ جی مہاراج نے بھگوان رامچندر جی سے راکششوں کے یدھ کا ورنن کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

بانٹ چاپیے جات ہیں تب اوں نشاچر آن   جا ہوگے کِت رام کہی مانگ رو کیو نج کان
دیکھی رام نشاچری گہی لین بان کمان   بھال مدھیہ پرہار یو شر تان کان پرمان
بان لاگت ہی گری وسم بھار دیہی وشال   ہاتھ شری رگھوناتھ کے بھیو پاپنی کو کال
ایسا تاہی سنگھار کے کر یگیہ منڈل منڈ   آئی گے تب لوں نشاچر دیہہ دو پرچنڈ
بھاجی بھاجی چلے سبھی رشی ٹھاڑ یو ہٹھی رام   یدھ کرودھ کہیو نہوں ہت بھور لو راہ یام
مار مار پکار دانو شستر استر سنبھار   بان پانی کمان کو دھر تب رنچ کُٹھار
گھر گھر دشو دِشاہی شور بیر پرماتھ   آئی کے جوجھے بسے رن رام ایکل ساتھ

یعنی جب اس طرح باتیں کرتے ہوئے۔ لوگ جا رہے تھے۔ تب کئی راکشش وہاں آپہنچے اور کہنے لگے۔

اُب تم کہاں جاؤ گے۔ انہوں نے وشوامتر اور شری رامچندر جی کا رستہ روک لیا۔ رام نے راکھشسی (تاڑکا) کو سامنے دیکھ کر ہاتھ میں دھنش بان لیا۔ انہوں نے دھنش کی ڈوری کو کان تک کھینچا اور تاڑکا کے ماتھے پر مارا۔ تیر لگتے ہی بھاری جسم والی راکھشسی زمین پر لڑھک گئی۔ اِس طرح شری رگھوناتھ کے ہاتھوں اسکی موت ہوئی۔ اُسے مار کر یگیہ پورن کرنے کے لئے جب شری رام یگیہ بھومی آئے تب اور بھی ڈراونے راکھشس وہاں آپہنچے۔ اُنہیں دیکھکر سب بن باسی رشی بھاگنے لگے۔ شری رام جی نے اُنہیں روکا۔ اور غصّہ میں بھر کر وہ اِن راکشسوں کے ساتھ یُدھ کرنے لگے۔ یہ یُدھ سولہ پہر یعنی دو دن چلا۔ اِدھر راکشس بھی اپنے اپنے شستروں کو سنبھال کر لائے اور رام پر اِن کا پریوگ کرتے تو اُدھر پربھو رام بھی اِن پر بان چلاتے۔ ایک وقت کئی راکشس مل کر مارو مارو کہتے ہوئے بھگوان رام پر پل پڑے۔ بھگوان رام نے پل بھر میں سب کا خاتمہ کر دیا۔ بولو بھگوان رام کی جے۔ پاپیوں کا کھئے۔

(قسط دوئم)

لو اور کش کانڈ

(از قلم شری ستیہ پرکاش جی مہتاب)

اجودھیا کا بھی اب سنو ماجرا
اشومید یگیہ رامچندر کریں
غرض رام کو اس پہ راضی کیا
ہوا یگیہ اُس جا بڑی شان سے
دُعا دے کے پھر یہ گورو نے کہا
اجودھیا تمام ایک دلہن بنی
نگہبان گھوڑے کا پھر اک چُنا
وہ گھوڑا لگا ہند میں گھومنے
نہ پکڑا کسی نے یہ گھوڑا اگر
نیپون کی جانب جو گھوڑا گیا
سُنا چندر کیتو کا اعلان جب
پکڑ کر وہ گھوڑے کو نیپر لے گئے

سبھی نے یہ دربار میں طے کیا
زمانے میں وہ اور پھولیں پھلیں
سمے یگیہ کا پھر مقرّر ہوا
جو مشہور راجے تھے شامل ہوئے
پھلو پھولو سنسار میں تم سدا
ادا رسم گھوڑے کی ہونے لگی
اُسے جو طریقہ تھا سمجھا دیا
چلے چندر کیتو یہ کہتے ہوئے
تو سمجھیں گے سب نے جھکائے ہیں سر
تو لو اور کش کی نظر وہ پڑا
اُٹھے ولولے اُنکے دل میں عجب
خوشی میں وہ پھولے سماتے نہ تھے

غرض جبکو دیکھو وہ حیران تھا
نتیجے کی خاطر پریشان تھا

خبر اس کی سیتا کو جسدم ملی   وہ گھبرا کے لڑکوں سے کہنے لگی
مرے بچو تم نے یہ ہے کیا کیا   یہ گھوڑا ہے راجہ شری رام کا
گورو جی نے تب مسکرا کر کہا   ہوا وہ جو قسمت کو منظور تھا
نہ گھبراؤ سیتا ذرا دل میں تم   مناؤ نہ اِس بات کا کوئی غم
لکھا ہے جو قسمت کا ہوگا ضرور   نہیں کچھ بھی لو اور کش کا قصور
کہا رام سے پھر نگہبان نے   تپو ون میں تھے دو بہادر کھڑے
انہی نو جوانوں نے ہمت یہ کی   وہ جھپٹے پکڑ باگ گھوڑے کی لی
کہا ان سے لڑنا ہے چل کر ضرور   مجھے دیکھنا ہے اب ان کا غرور
تپو ون کو بس رام لچھمن چلے   مرینگے یا ماریں گے کہنے لگے
جونہی لو اور کش کو لگا یہ پتہ   کہ ہے رام لچھمن نے حملہ کیا
نکل آئے لڑنے کو وہ نوجواں   لئے ہاتھ میں اپنے تیر و کماں
غرض وار پر وار ہونے لگے   سبھی اپنا بل آزمانے لگے
ادھر بان شکتی چلے رام کے   ادھر لو نے بیکار سارے کئے
ادھر تیر کش کے بھی ایسے چلے   کہ لچھمن سے یودھا بھی گھبرا اٹھے

وہ کہتا تھا بچے بلا بن گئے
بہادر جواں ہیں قضا بن گئے

گورو دیو تپ گیان اور یوگ سے   وہیں بیٹھے بیٹھے تھے سب دیکھتے
تھی سیتا یہ گھبرا کے بس کہہ رہی   گورو جی بری آگئی ہے گھڑی
ادھر بال ہٹ پر ہیں اپنی اڑے   پتا کے مقابل ہوئے جا کھڑے
گورو جی ہوا ہے یہ کتنا برا   یہ چچا باپ سے آج بیٹا لڑا
گورو اور سیتا ادھر چل دیئے   جہاں وار پر وار تھے ہو رہے
عجب یدھ بھومی کا دیکھا سماں   اجل منہ کو کھولے کھڑی تھی وہاں
غرض بان دونوں کے ایسے چلے   تھے رام اور لچھمن بھی گھبرا رہے
تھے رہ رہ کے دلمیں یہی سوچتے   نہ جانے یہ بچے ہیں کس شیر کے
بہت ہی برا حال لچھمن کا تھا   کہ تیروں سے تھا جسم چھلنی ہوا

گورو جی یہ بولے پھر آکر وہاں　　پھلائے نہ تیر اب کوئی نوجواں
کہ اِتنے میں آئی وہاں جانکی　　پریشان صورت تھی بگڑی ہوئی
ہوئی رام لچھمن کو حیرت بڑی　　کہ سیتا کہاں سے یہاں آگئی
گورو نے کہا راز سارا عیاں　　کہی دونوں بچوں کی سب داستاں
پتہ رامچندر کو جب یہ لگا　　کہ اِن شیر بچوں کا میں ہوں پیتا
محبت کا اک جوش دل میں اُٹھا　　لیا اُن کو سینے سے اپنے لگا
ادھر ہاتھ باندھے تھی سیتا کھڑی　　یکایک نظر رام کی جب پڑی
قدم رام کا اُسکی جانب اُٹھا　　نظر آیا بالکل عجب ماجرا
اچانک دراڑ اُس زمیں میں پڑی　　کہ سیتا سمائی کھڑی کی کھڑی
تھے قسمت کا یہ کھیل سب دیکھتے　　ادھر اور اُدھر جسقدر تھے کھڑے
زمیں جو پھٹی تھی وہ پھر مل گئی　　نگاہوں سے سیتا بھی غائب ہوئی
نمسکار سب نے گورو کو کیا　　دیئے باپ بیٹے گلے سے ملا
اجدھیا کی جانب وہ سب چل دیئے　　اجدھیا نواسی بڑے خوش ہوئے

عجب تھا وہ موسم عجب تھی گھڑی
اُمنگوں کی دُنیا تھی پھولی پھلی

قسط سوئم

سماج میں عورت کا درجہ

از قلم شری گوپال داس جی مسرور

جرمنی میں

ہندوستان سے پرے سمندر پار۔ وہاں کے صحیح الدماغ انسانوں نے غور و فکر کے بعد ہندوستان کے طریقہ کی سراہنا کی ہے۔ وہ در حقیقت سمجھ چکے ہیں کہ عورت کی اصلی جگہ گھر ہے۔ ہٹلر کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ بر سر حکومت آتے ہی ایک جامع سکیم کے تحت عورتوں کا دفتروں ہوٹلوں ناچ گھروں اور کلبوں وغیرہ میں جانا ممنوع قرار دیدیا گیا۔ ہٹلر سمجھ چکا تھا کہ عورت کے گھر سے باہر رہنے کیوجہ سے ملک میں برائیوں کو ہوا ملتی ہے۔ مرد جو ملک کی جان ہیں عیاشی میں پھنس کر کمزور ہو جاتے ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ اس پر عمل پیرا ہونے پر جرمنی نے کسقدر ترقی کی۔ یہ کوئی چھپی ہوئی حقیقت نہیں کہ جرمنی کے نوجوانوں نے لگ بھگ سارے یورپ پر قبضہ کر لیا تھا۔ اگر روس کی اتحادی طاقتیں یکبارگی اس پر حملہ آور نہ ہوتیں۔ تو وہ ہر ایک کا صفایا کر دیتے اور آج یوروپ کا نقشہ کچھ مختلف ہوتا۔

گھر پر رہ کر عورت اُسی طرح حکومت کرتی ہے جس طرح ایک بادشاہ۔ راجہ کے کئی وزیر ہوتے ہیں۔ جن سے وہ صلاح مشورہ کرتا ہے۔ اور اپنی حکومت کو ٹھیک ڈھنگ پر چلا لیتا ہے بعینہٖ ایک عورت اپنے بچوں۔ زیور وغیرہ سے پوری واقفیت حاصل کر کے اپنے گھر کے حالات کو ٹھیک طرح سنبھالے رکھتی ہے۔

ممالک غیر میں عورت کی حالت

پوری ذمہ داری سے کہا جا سکتا ہے کہ جب ہندوستان کا فلسفہ اپنے نصف النہار پر منور تھا تو باقی دنیا اندھیرے میں تھی۔ ہندوستان سے سیکھا اور اپنے اپنے ملک کے حالات کو سدھارا۔ وہاں کی سوسائیٹی میں بھی عورت نے ہندوستان کی تقلید کرتے ہوئے نام پیدا کیا۔ جون آف آرک۔ نائیٹینگل۔ خالدہ لطیف وغیرہ اور کئی بہنوں نے اپنے اپنے ملک کی ترقی میں مردوں کا ہاتھ بٹایا۔ لیکن اُس وقت جبکہ اِن ملکوں نے کچھ کمزور ملکوں پر قبضہ کر لیا تو دوسرے ماتحت ملکوں کی دولت کھینچنے کی غرض سے اپنے ملک میں کارخانے جالو کئے۔ محنتی لوگوں کی کمی تھی۔ عورتوں نے ساتھ دیا۔ وہ گھر سے نکل کر مرد کے شانہ بشانہ کام کرنے لگی کہ وہ بھی دولت حاصل کرنے میں اپنے خاوند کا ساتھ دے۔ آمدن بڑھنے لگی۔ اور وقت کی بچت کے خیال سے کھانا وغیرہ ہوٹلوں سے کھایا جانے لگا۔ کیونکہ امور خانہ داری پر صرف کیا جانے والا وقت اب کارخانوں وغیرہ میں صرف کیا جا رہا تھا۔ بہت سے لوگ ماتحت ملکوں میں سرکاری ملازمت میں شامل ہو گئے اور اس طرح محنتی لوگوں کی کمی کو پورا کرنے کے لئے عورت نے مرد کا ساتھ دیا۔ بلکہ عورت اِن ملکوں میں سکولوں اور کالجوں میں پڑھ لکھ کر ڈاکٹر۔ انجینئر وغیرہ بنی اور دولت سے ہاتھ رنگنے شروع کر دیئے۔ مگر اب تیر ہاتھ سے نکل چکا ہے۔ وقت کا چکر چلیا ہے

جو کسی سے رُک نہیں سکتا۔ زمانہ کے حالات لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہیں۔ بیرونی زندگی نے عورت کے دماغ پر اثر کیا اور آج حالت یہ ہے کہ عورت بالکل مرد کے اختیار سے باہر ہو چکی ہے۔ کہا تو جاتا ہے کہ اب زمانہ بدل چکا ہے۔ مگر حقیقت ایسی نہیں۔ عورت کے درجہ برابری کا غلط مطلب لیا گیا۔ اور آج وہاں عورت صرف نفس پرستی کا سامان بن کے رہ گئی ہے۔ اور اس طرح مرد اُن ملکوں میں ظاہرا مساوات اور حقیقت میں توہین عورت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ ان ملکوں میں عورت کو چھٹی سی مل گئی ہے اور وہ سمجھتی ہے کہ وہ اب آزاد ہے اور جو کچھ چاہے کرے لیکن اس حالت پر آتے سے عورت نے وہ بلند درجہ اور حقیقی عزت کھو دی ہے جو اُس کا دُرست حصہ تھا۔ اُس نے اپنے ہاتھوں اپنی قدر کھو دی۔ آج ایک مرد اگر چاہے تو ہر روز ایک شادی کر سکتا ہے۔ وہ ایسی عورت حاصل کر سکتا ہے جو چند دن کیلئے اُسکی ہم آغوش رہے۔ لیکن ایسی عورت جو صحیح معنوں میں اُسکی بیوی ثابت ہو۔ دُکھ سُکھ کی ساتھی بنے۔ وہ نہیں مل سکتی۔ یا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اگر ان ملکوں میں عورت نے یہ سمجھا ہوتا کہ عورت سچ مچ گھر کی رانی۔ دیوی۔ اور قابل پرستش ہے تو حالت کچھ مختلف ہوتی۔ "آج شادی کل طلاق" والا معاملہ نہ ہوتا۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ جن دیشوں میں یہ طلاق کا طریقہ رائج ہے۔ وہاں عورت ایک بازاری عورت سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ آج وہ ایک کی بغل میں ہے تو کل دوسرے کی اور پرسوں تیسرے کا پہلو گرما رہی ہے۔

سوامی دیانند سرسوتی کے خیالات

ہمارے وید۔ شاستر اور دوسری کتب میں ایسا کوئی لفظ نہیں ملتا۔ جو عورت کی عزت کو کم ظاہر کرے ستیارتھ پرکاش میں جہاں مہرشی دیانند نے دُنیا کو کئی طرح کے پاکھنڈ چھوڑنے کی تلقین کی۔ اپنے جیون کو پاکیزہ بنانے کی تعلیم دی۔ وہاں دوسرے ملکوں میں ہو رہی عورت کی بے عزتی کا جائزہ لیکر ہندوستان میں اسکی روک تھام کیلئے طریقے بھی بتائے۔ عورت کو "اردھانگنی" مان کر اس کی عزت بچائی۔ اور دُنیا کو بتایا کہ عورت سچ مچ ایک دیوی ہے۔ اور دیوی کے گُن بھی بتا دیئے کہ وہ نیک اور پاکیزہ خیال ہو۔

حضرت محمدؐ صاحب

حضرت محمدؐ صاحب نے بھی عورت کی جگہ گھر قرار دی بلکہ پردہ کی رسم اسی لئے لگائی کہ عورت کی زیادہ سے زیادہ عزت ہو۔ آپ نے مرد پر حق مہر کی کڑی شرط اسی لئے عائد فرمائی ہے کہ مرد عورت کی توہین کر ہی نہ سکے۔

سری گورو نانک دیو

آپ اس کل یُگ کے زمانہ میں صُلح کُل۔ خُدا پرست اور سچائی کے رہبر سمجھے جاتے ہیں۔ آپ کی زندگی انسان کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ آپ نے بھی عورت کی جگہ "گھر" بتائی۔ اور فرمایا کہ گھر کی عزت صرف عورت سے ہے۔ ذرا غور تو فرمائیے اگر عورت گھر پر نہ ہو تو وہاں کی حالت کیا ہو۔ کیا گھر ایک بیابان اور سُنسان نہ ہوگا۔ بلکہ وہ اس جہاں میں دوزخ سے کم نہیں۔ یہی بات اور پُرانی مثالوں سے ثابت ہوتی ہے کہ عورت کی اصلی جگہ گھر ہے باہر نہیں۔ تبھی ہم یہ اُمید کر سکتے ہیں کہ سبھدرا جیسی مائیں ہوں جو ویر ابھیمنیو جیسے ویر بلوان اولاد پیدا کریں۔ یا دروپدی کی طرح اپنی حفاظت کیجائے ایسے حُسن پرستوں سے کر سکیں۔ اور دُنیا میں اپنا نام

پیدا کریں۔ (کیچک راجہ وراٹ کا سالا تھا۔ جسکی زرد پدی پر نظر تھی)

کچھ اشارے

مرد کی طرح عورت بھی وطن پرستی میں کچھ کم نہیں جس طرح گھر کی زندگی اسکی دیکھ ریکھ میں ٹھیک چلتی ہے اور اس کام میں اُسے دسترس حاصل ہے۔ بالکل اسی طرح وطن پرستی بھی اسکی ایک خاصیت ہے اس میں بھی عورت کبھی کم نہیں رہی۔ صرف ہندوستان میں ہی نہیں تمام ملک اپنے ہاں کی ایسی عورتوں پر بجا فخر کر سکتے ہیں۔ گیری بالڈی۔ پرونٹیا۔ جون آف آرک۔ وغیرہ سینکڑوں حب الوطنی میں نام پیدا کر چکی ہیں۔ (لیکن اب تو سینما کی ایکٹریسیں بننے میں مشہوری حاصل کر رہی ہیں)۔ اسی طرح ہندوستان میں بھی بیشمار بہادر عورتیں ہوئی ہیں جنہوں نے دشمنوں کے دانت کھٹے کئے۔ اور جن قوموں نے ان بہادر عورتوں کے ہاتھوں زک اُٹھائی ہے۔ وہ آج تک اپنی بزدلی کے دھبے دھو نہیں پائیں۔ رامائن اور مہابھارت آج بھی قصے اور کہانیاں دم دیتے ہیں۔ انہیں چھوڑیئے۔ بحث کی ضرورت نہیں کہ ان میں کتنی حقیقت ہے۔ بھلا شیواجی مرہٹہ کو خدمت ملک پر کس نے تیار کیا۔ کیا وہ اپنے گورو سے تعلیم حاصل کرنے سے پیشتر اپنی ماتا جیجا بائی کے اُپدیشوں سے فیض یاب ہوئے تھے۔ اور انہیں رموزِ حقیقت کو سمجھکر اورنگ زیب کی حکومت سے ٹکر لی۔ اور چند ہی مرہٹوں نے مغل سلطنت کی بنیادیں ہلادیں۔ جسکی یاد آجتک ہمارے دلوں پر قائم ہے۔ کہتے ہیں ہماری ایک ماں نے اپنے چار فرزند ارجمند۔ جگر پیوند۔ ملک کی خاطر قربان کر دیئے۔ ایسی مہادیوی کا نام لیتے ہوئے مجھے کچھ جھجک محسوس ہوتی ہے۔ اور اس بزرگ کا نام لینے سے بھی جس کی عورت ہونے کا فخر اس دیوی کو حاصل تھا۔ جھجک اس لئے کہ کہیں ہم اپنی زندگی پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں تو حالت دگرگوں نظر آتی ہے۔ اور اگر ان ہستیوں کی زندگی کو دیکھیں تو وہاں سادگی بہادری۔ خدا پرستی اور حب الوطنی کی جھلک بلکہ ان صفتوں کا ایک سمندر اُن میں ٹھاٹھیں مارتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اور ہم۔ جھوٹ گنہگار اور خالی جھوٹی شان کے پجاری۔ ہمیں اپنی کنگھی پٹی۔ نکٹائی پتلون کی صفائی سے وقت ملے تو ماتا گجری اور سری کلغی دھر (دشمیش پتا) کا نام لیں کس کس دیوی اور بزرگ کا ذکر کیا جائے۔ پدمنی۔ راجکماری بیلا وغیرہ ایسی ایسی سینکڑوں دیویاں ہو گذری ہیں کہ بزدلوں کے دل کانپ جاتے ہیں۔ جنہوں نے دشمنوں کی فوجوں میں کھلبلی مچادی۔ اور میدان جنگ۔ اس طرح معلوم ہوتے تھے کہ شاید موت کی تقدیر پر جاگ رہی ہو۔ تواریخ ہند ایسی دیویوں کے حالات سے پُر ہے۔ بیکن کر دیا گیا۔ یہ عورتیں کسی کالج میں نہ پڑھیں اور گھریلو زندگی میں ہی دھن اور سماج دونو کا ایک اہم جزو ثابت ہوئیں۔

کچھ اور جھلکیاں

اب ہم اس نتیجہ پر پہنچ گئے ہیں کہ سماج میں عورت کی اصلی جگہ "گھر" ہے۔ لیکن ابھی کچھ اور غور کرلیں اور عورت کے باقی حالات کا بھی جائزہ لیں۔ اب تک جتنا غور ہوا وہ زیادہ تر ملک اور سماج پر تعلق رکھنے والی باتوں پر تھا۔ یا ایسی حالتوں پر تھا جن کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ یہ مرد اور عورتیں راجہ۔ مہاراجے اور خاص الخاص ہستیاں تھیں۔ اب ذرا اپنے گرد و پیش نگاہ ڈالئے اور ان حالات کی جھلک دیکھئے۔

گھریلو زندگی۔ یہ بات ہمارے روزانہ مشاہدہ میں آتی ہے کہ عورت کے حسن و اخلاق اور امداد سے گھر جنت

بن جاتا ہے۔ اگر مرد اور عورت دونو ہی اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں تو گھر میں سُکھ نصیب ہوتا ہے۔ صرف دولت ہی گھر کو اچھا سُکھی بنانے میں مددگار ثابت نہیں ہو سکتی اگر عورت اپنی قابلیت سادگی اور پاکیزگی کا حصّہ نہ دے! اگر گھر میں عورت اپنی نند۔ ساس۔ دیورانی۔ جیٹھانی وغیرہ کی امداد اور صلاح مشورہ اور ایک دوسرے کے دُکھ سُکھ کا خیال رکھے تو یقیناً وہ گھر خوش نصیب ہے۔ مرنے کے بعد ایشور کا بنایا سورگ تو نہ جانے کب ملے۔ نصیب ہو یا نہ ہو۔ پریم محبت کی راہ پر چلنے والا خاندان اس دُنیا میں جنّت سے کم نہیں۔ کیوں؟ جہاں لڑائی جھگڑا نہ ہو۔ وہیں ترقی۔ اقبال۔ صفائی۔ علم۔ اور اخلاق کو پرورش ملتی ہے۔ عورت کو قدرت کی طرف سے یہ صلاحیت حاصل ہوئی ہے۔ کہ وہ گھریلو نظام کو صحیح طریقہ سے چلا سکے۔ اس میں بھی ایک باریک نقطہ ہے۔ مرد کو قدرت نے مضبوط جسم عطا کیا ہے اور وہ مشکل کام بھی کر سکتا ہے۔ اور گھر سے باہر کے تمام کام جسمانی محنت و مشقت کے محتاج ہیں۔ دفتروں میں بابو یا دُکان کی گدیوں پر بیٹھنے والی ساری دُنیا نہیں ہوا کرتی۔ یہ تو مشکل سے ایک یا دو فیصدی ہونگے۔ باقی تمام آبادی محنت مزدوری کر کے گذارہ کرتی ہے۔ لوہے سے لوہا لینا مرد کا کام ہے۔ یہ عورت کے بس کا روگ نہیں۔ قدرت نے اُسے خوبصورتی۔ شیریں زبان اور نازک بدن دیا ہے۔ جو گھر کے کام کاج کے لئے کافی ہے۔ مرد کی محنت کی کمائی اور عورت کی شیریں کلامی اور محبت بھرا سلوک دونو ہی گھر کو سُکھی بنا سکتے ہیں۔ ان دونوں میں محبت کا سلسلہ قائم رکھنے کیلئے ضروری ہے کہ مرد اپنی محنت کی کمائی لا کر عورت کے حوالے کر دے۔ اور عورت اپنی سمجھ بوجھ سے خرچ کرے۔ وہ شوہر کے دُکھ کو دُکھ اور سُکھ کو سُکھ سمجھے تو مرد بھی اپنی عورت کی تکلیف کو اپنا دُکھ سمجھے گا۔ دونو ہاتھوں سے تالی بجتی ہے۔ (باقی پھر)

بقیہ صٓ پرمارتھی خطوط

از طرف برھم لین شری سوامی گوبند آنند جی مہاراج۔
بنام مہاتما دولت رام جی (موجودہ سوامی شاشوت آنند تیرتھ.)

خط نمبر 306 از چوہڑ کانہ منڈی۔ ۱۱۔ ماگھ ۱۹۹۴ء سمت

تیاگ سمبندھی اُپدیش

اوہ کدوں مُوڑتاں پچھدے نی غازی مرد جہیڑے جنگ کرن جاون
اوہ مُول نہ کردی صلاح لیوں سُتیاں جہیڑیاں پچاتے چڑھن جاون
اوہ کدی پتنگ نہ خوف کھاندے جلدی شمع اُتے جیہڑے جلن جاون
اوہ نہ نفع نقصان دا خیال کردے اُگے یار جیہڑے بہر دھرن جاون
اوہ کی کرن مرنا غوطے کھاونے دا سوہنی وانگ دریا جو ترن جاون
اوہ مثل منصور دی فتح پاندے چڑھ کے دار اُتے جیہڑے مرن جاون
اوہی نکل کے دُکھ سنسار وچوں درشن سُکھ سروپ دا کرن جاون
تن دھن دی چھوڑ پرواہ گوبند سچے رب والی جیہڑے شرن جاون

پیارے آتما۔ اوم آنند۔ اب میں صاف صاف اور کھُلم کھُلا لکھنا چاہتا ہوں۔ یہ مضمون بار بار نہیں لکھا جاویگا۔ اس ایک دفعہ کے تحریر شدہ پر ہی غور کر کے جیسا مناسب سمجھیں عمل کریں۔

(۱) اگر آپ اپنے سوانگ کو سپھل کرنا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے عام لوگوں میں مشہور کیا ہوا ہے۔ تو اس کے لئے زیادہ سوچوں یا صلاح مشورہ کی ضرورت یا موقعہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی جھکنے یا ڈرنے یا لمبی دُور اندیشی کا اب وقت ہے۔ اگر پُورا خیال پُورن تیاگ کا ہے۔ تو سوچئے مت۔ جلدی سے جلدی قطعی فیصلہ کر دینا چاہیئے۔

(۲) سوامی رام تیرتھ جی مہاراج جب چھوڑنے لگے تو اُس وقت اُنکی تعطیلات گرمی میں صرف پندرہ یا سترہ دن باقی تھے۔ سب لوگوں نے یہ رائے دی کہ اگر پندرہ دن اور استعفیٰ نہ دیویں تو تین مہینے کی تنخواہ اور مِل جاویگی۔ اسلئے تعطیلوں کے بعد استعفیٰ دیا جاوے۔ لیکن آپ نے کسی کی نہ سُنی۔ اور شروع کے شعروں کے مضمون کو پورا عمل میں لا کر دکھلایا۔

(۳) اگر دُنیا کی خواہش باقی دل میں خفیہ طور پر ہے۔ تو فی الحال ارادہ ترک مذکورہ بالا کو چھوڑ دیا جاوے۔ اور سنساری سوانگ کو بلا سوچے سمجھے دھارن کر لیا جاوے۔ شرم یا ہٹھ سے اس واسنا کو اندر دبانا جسکے پھر اُبھرنے کا شک ہو مناسب نہیں ہے۔

(۴) نہ تو تیاگ کا پورا سوانگ اور نہ ہی گرہن کا۔ اسکے درمیان میں دو بیڑی میں لات دھرنے کی طرح سراسر غلط اور نامناسب اور برخلاف شاستر کے یہ طریقہ ہے۔

(۵) تیاگ کے موقعہ پر دل کی کمزوری سے ویدانت کی آڑ لیکر یہ سمجھنا کہ گرہن تیاگ سے مجھ آتما کا کچھ بگڑتا سنورتا نہیں ہے۔ وچار وانوں کے نزدیک یہ درست نہیں۔ بلکہ ناواجب ہے۔ کیونکہ آپ جیسے ادھکاریوں کیلئے جو جیون مُکت اوستھا کے ادھکاری اور خواہشمند ہیں۔ سوائے نورتی پردھان حالت کے اور کوئی طریقہ جیون مُکت اوستھا کا نہیں ہے۔

چونکہ آپ پورے سمجھدار ہیں اور راقم سے اپنی کمی بیشی کی نسبت خود اچھا سمجھ سکتے ہیں۔ اس لئے اتنا لکھنا ہی کافی سمجھکر فقط پر اکتفا کرتا ہوں۔ فقط۔ سب سجنوں کو اوم آنند سب کی طرف سے اوم سچدانند۔ گوبند آنند بقلم خود۔

خط نمبر 307 - از جوہر کانہ۔ ۲۹ جنوری ۱۹۳۸ء

تیاگ کا موقعہ

پیارے آتما۔ اوم آنند۔ آپ کا پتر پہنچ گیا۔ حرف بحرف بڑے غور سے پڑھا گیا۔ اور معلوم ہو گیا کہ آپکا سچا شوق اور پورن تیاگ کا مسلسل ارادہ ہے۔ عزیز من! اگر واقعی سوچ کر دیکھا جاوے۔ تو تیاگ کرنے کا موقعہ یہی ہے۔ اس وقت اور آیو اور ویراگ اور پریم میں جیسے بھاو ہمیشہ کیلئے قائم کرنا چاہیں بمطابق قاعدہ شاستر و خیالات دلی ہم اُن کو قائم رکھ سکتے ہیں۔ جو آئندہ ہمیشہ کے لئے عمل میں آتے رہیں۔

شریر کے کمزور ہو جانے پر یا عمر ڈھل جانے پر یا ویراگ ڈھیلا پڑ جانے پر شوق بھی ڈھیلا ہو جاتا ہے۔ ایسے موقعہ کا تیاگ بھی گرہن ہی کے برابر ہے۔ جیسا کہ ہم لوگ کر رہے ہیں۔ آپ کا موقعہ سوانگ جدید کے پورے اُتارنے کا اگر ہے تو یہی ہے۔

جس نہر یا ریلوے لائن کا سروے ٹھیک ہوکر کام شروع کیا جاوے۔ وہ آخر تک ٹھیک چلتا ہے۔ اگر شروع میں کوئی نقص رہ جاوے تو پھر اُس کا تا دم آخیر نکلنا یا درست ہوجانا بڑا مشکل نظر آتا ہے۔ بلکہ نا ممکن۔ چونکہ آپ اُسکی حقیقت کو پورے طور پر جان چکے ہیں۔ اس لئے اس کے متعلق زیادہ حاجت تحریر نہیں۔ (گوبندانند)

بدھائی - بدھائی - بدھائی

1-6

راجاؤڑی گارڈن نیو دہلی از شری مان سنت ہری سنگھ جی مہاراج۔

1.3.68

جیہہ بھیا سکل تجی لیو بھیکھ ویراگ کہو نانک سُن رے مناں تیہہ نر ماتھے بھاگ

جیہہ مایا ممتا تجی سب تے بھیو اُداس کہو نانک سُن رے مناں تہہ گھٹ برہم نواس

(گور بانی)

پری براجک شرومنی پرم سنت کا رلوگ پرم آدرنیہ۔ پرم سنیہی شری پیتا سوامی جہوتے جیو اوم آنند۔ جے سچدانند + آمدہ پتر لدھیانہ سے یہ شبھ سماچار ملا کہ اس شوراتری کے شبھ دوس پر آپ نے پری برجن کیا ہے ایوم "مہاتما دولت رام سچدیو" سے "سوامی شاشوت آنند تیرتھ" ہوگئے ہیں۔ لہٰذا آپ کو اس شبھ پر یورتن پر ہم سب کی طرف سے ہاردک بدھائی ہو۔ ایشور کرے کہ یہ پری برجن آپ کو ہر پہلو کامیاب کرے اور آپ اس میں پوری سپھلتا پراپت کریں۔ عمر میں بڑے ہونے کی حیثیت سے یہی اشیرواد ہے کہ ویسے تو

ज्ञेयः स नित्य संन्यासी

سی بھگوت اُکتی کے انوسار آپ پہلے بھی سنیاسی ہی تھے ایوم ہمارے پوجیہ تھے تو بھی کشائے وستر گرہن سے اور بھی آدر کے یوگیہ ہوگئے ہیں۔ اس پری ورتن کو

विद्युत सन्यास

ہی کہینگے کیونکہ

त्वं पदार्थ विवेकाय संन्यासः सर्व कर्मणाम् ॥

اس اُکتی کے انوسار جس

विविदिषा संन्यास

کا شاستروں میں ودھان ہے وہ تتو تو آپ کے پرتھم ہی گیات ہے اتا نسندیہ یہ پری ورتن آپکی جیون مکتی کا ہی سادھن ہوگا۔ سو ہے بھگون! مانو جیون کا جو پرم اُدیشیہ کرت کرتیتا ہے اُسے نت ہی آسوادن کریں ایوم اس کے پھل میں دوسروں کو بھی لابھ پہنچاویں

परोपकाराय सतां विभुतय:

سچ سچ برہم لین شری سوامی گوبند آنند جی مہاراج کا سنکلپ پورن ہوا جس کے لئے انہوں نے آپکو بہت پہلے ہی سے اُگیا دے رکھی تھی۔ آپکا جنم دھنیہ ہوا

ایوم کل بھی پوتر ہوئی۔ میرے درشٹی کون سے یہ ایک مہان پونتر کرم آپ نے کیا ہے جو پرسندھیہ آپکی اپنی ہی پورب کرتی کا پھل ہے۔ ایسے سہیوگ کسی پُنیہ آتما کے ہی ہوا کرتے ہیں۔ کاش کہ ایسی استھتی ہمارے بھاگیوں میں بھی ہوتی۔ کیونکہ شاریرک اوستھا ایسی ہی خراب ہے کہ اس کے لئے ساہس نہیں کیا جاسکتا۔

استو جیسے پربھو اچھا۔

انت میں اس قدر سنکیت او ٹھیک سمجھتا ہوں کہ اس پرکار اُونچے آشرم میں استھتی کرتے ہوئے آپ کا راقم کے لئے وہی پیار پریم اور ستکار کا بھاؤ رہیگا جیسے آپ نے ورشوں نبھایا ہے۔ بھگوت آپ کو لوک اُپکار کے لئے اور بھی سامرتھیہ پردان کرے یہی وانچھت ہے۔ اوم۔

آپکا اپنا آپ
ہری سنگھ لوتھرا

قسط ۳

بھارتیہ سنسکرتی اور مریادائیں

INDIAN CULTUREAND SOCIALOG Y

(از قلم شری گردھاری لال ہوجہ لینڈ لارڈ۔ ساکن فرید آباد نگر۔ محلہ لیسا پاڑہ)

رسالہ اوم ماہ اپریل ۶۸ء میں پرکاشت لیکھ میں کھان پان اور پوجا کی پوترتا کے وشے پر ہندو سوشیالوجی تتھا پاشچتیہ ودوانوں کا درشٹی کون پیش کر کے سدھ کیا گیا تھا کہ پوجا اور بھوجن کی پوترتا منش اور قوم کی ترقی کے لیے لازمی ہیں۔ بھارت واسیوں میں جب سے بھوجن میں اپوترتا آئی۔ اُنکے منو ورتی اور وچار دھارا دوشت ہوگئی۔ بدھی ملین ہونے سے ویکتی گت اور قومی آپتی لازمی ہیں۔ پرنتو ہمارے مغرب زدہ لیڈر اس کے مول کارن کو نہیں پہنچ سکے۔

اس لیکھ میں ہندو وواہ آدرش کے وشے پر شاستریہ اور سائنٹفک سچائیاں پیش کی جاونیگی۔

ہندو وواہ آدرش

ویدشاستر انوسار وواہ کا مکھیہ اُددیش سنتان اُتپتی ہے نہ کہ وشے بھوگ۔ سنتان اُتپتی بھی دُنیاوی ممتا موہ کے کارن نہیں۔ بلکہ پتری رِن (قرضہ) سے سُبکدوش ہونے کے لئے کی جانی چاہیئے۔ غرضیکہ یہ ایک مقدس ترین روحانی فرض شاستروں نے پُرش کے لئے نیت کیا ہے۔ (It is not temporal, but wholly spiritual.

دیگر قوموں کے عقیدہ کے برعکس ہندو وواہ دو آتماؤں کا روحانی بندھن کرتا ہے۔ اور دو آتماؤں کا یہ بندھن موت سے بھی ٹوٹ نہیں جاتا۔ اور شاستر وکت سنسکاروں کے پربھاؤ سے اُن آتماؤں کا سمبندھ پرلوک تک بھی قائم رہتا ہے۔ اس بارہ میں ودوانوں کا قول ہے

Faithfulness in this life is rewarded by companion-ship in Heavenly region. Souls joined to each other on this earth in bonds of love, cannot be seperated by death.

ارتھات :- اس جنم میں ایک دوسرے کی وفاداری کا نتیجہ پرلوک یا دوسرے جنم میں بھی ایک دوسرے کا ساتھی بنا دیتا ہے۔ اس جنم میں شدھ پریم سے بندھی ہوئی دو آتمائیں موت سے بھی جدا نہیں ہو سکیں۔"

اس لحاظ سے وواہ کے رشتہ کا بندھن رشیوں نے اٹوٹ قرار دیا ہے۔ کئی یگ بیت جانے پر بھی اس رشتہ کی اہمیت اور اس کا احساس ہندو قوم کے اندر متواتر قائم رہا۔ اور اس عقیدہ کے کارن ملک یا قوم کو کوئی ہانی بھی نہیں پہونچی۔ بلکہ اس عقیدہ نے ہندو قوم کے اندر ایک معراجی سوشل اخلاق کو قائم رکھا۔ دنیا بھر میں یہ ایک مانی ہوئی سچائی ہے۔ کہ ہندو گرہست مریادا جیسا آدرش سسٹم دنیا کے تختہ پر کسی قوم میں نہیں پایا جاتا۔

ہندو دیوی جیسی وفاشعار اردھنگی کی مثال چراغ لیکر ڈھونڈنے سے بھی نہ ملے گی۔ جو اپنے پتی کو عیاشی کا ذریعہ نہ سمجھتے ہوئے ساکھشات اشٹ دیو کا درجہ اپنے من میں دیتی ہے۔ یہ ان ترکالگیہ رشیوں کے ودھان اور سکھشا کی ہی برکت ہے جنہوں نے ہندو گرہست مریادا کے اندر مساوات کی تعلیم کا کیڑا گھسیڑنے کی بجائے ماتری دیوو بھو۔ پیتری دیوو بھو۔ آچاریہ دیوو بھو

मातृ देवो भव। पितृ देवो भव। आचार्य देवो भव

جیسے مہان آدرش سنسکار (جنم سے لیکر سنیاس پر ینت) ہندو جیون میں ڈالے۔ یہ انہیں سنسکاروں کا اثر ہے کہ ہندو دیوی اپنے پتی کو اشٹ دیو سمجھتے ہوئے اس پر پروانہ وار پران تک نچھاور کرنے کو تیار رہتی تھی یدی وہ اشٹ دیو کی بھاونا دھارن کرتی تو کیول پتی پتنی پریم یا عیاشی کا جذبہ اسکو زندہ چتا پر کھینچنے کے لیے کافی نہ ہو سکتا تھا۔ ہندو دیوی کو اس سے مہان سرٹیفکٹ اور کیا مل سکتا تھا۔ جو غیروں نے اس کی قربانی کی تعریف کرتے ہوئے دیا۔

ہیچو ہندو زن کسے در عاشقی مردانہ نیست　∴　سوختن بر شمع محفل کار ہر پروانہ نیست

پرنتو جگر پھٹ جاتا ہے جب اس اونچہ جاتی کے نام لیوا بھارت کے کلیان اور ترقی کے خبط میں آکر مقدس شاستروں سمرتیوں میں ہندو کوڈ بل کے ذریعہ ترمیم کرنے پر اتارو ہیں۔ کیونکہ ہمارے کلجگی منوؤں (امبیدکروں) کو وواہ کا یہ اٹوٹ رشتہ ملک و قوم کے لئے ہانی کارک پرتیت ہوا۔ وہ اس مقدس رشتہ کو بجائے تقدیس (Sacrament) کے ایک معاہدہ (contract) کا روپ دے رہے ہیں۔ جیسا کہ دنیا کی دوسری قوموں نے اسکو دھارن کر رکھا ہے۔ اس رشتہ کو کیول معاہدہ (contract) تصور کرنے سے ملک و قوم کو یقیناً ہانی پہونچے گی۔ ایسے معاہدہ جات (contracts) جو دنیاوی اغراض (مثلاً دنیا داری یا عیاشی) کی خاطر عمل میں لائے جاتے ہیں۔ ہر صورت خاتمہ پذیر ہوتے ہیں یا ٹوٹ جاتے ہیں۔ جب وہ غرض مٹ جاوے یا جب اس غرض کی تکمیل یا اس کا حصول ناممکن ہو جاوے۔ یہی کارن ہے کہ دوسری قوموں میں آئے دن طلاق کے دعوے جات اور خاوند بیوی کے درمیان مقدمہ بازی روز افزوں بڑھ رہے ہیں۔ قوم کی یہ اوستھا مغربی ممالک کو خون کے آنسو رلا رہی ہے۔ ملاحظہ ہو نمونہ

سر ہنری ای وٹنی (Henry E. Witney) کونسلر آف سپریم کورٹ آف یونائٹیڈ سٹیٹس اپنی کتاب (Marriage + Divorce) میں لکھتے ہیں۔ کہ

"If divorce is a necessary evil (which we do not believe) it is one, for which Society is responsible and indicates the demoralisation of the age."

ارتھات :۔ اگر طلاق کو ایک ضروری بدی قرار بھی دیا جاوے (جو ہم قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں) تو بھی یہ ایک ایسی خرابی ہے۔ جسکے لئے صرف سوسائٹی ہی ذمہ دار ہے۔ اور یہ موجودہ نسل کے گراوٹ پن کی مظہر ہے۔

"How rapidly the suits for divorce are multiplying in lands where marriage is regarded to be a contract, can be borne out by the records of any such land. Thus divorce has come to be recognised as a necessary institution of modern civilization. But this has already led to a great, disaster."

ارتھات :۔ جن ممالک یا قوموں میں وواہ کو ایک مقدس رشتہ کی بجائے کیول معاہدہ مانا گیا ہے۔ وہاں طلاق کے وقوعہ جات اور دعوی جات کس طور پر بڑھ رہے ہیں۔ یہ انکے ریکارڈ سے ثابت ہے۔ طلاق کو موجودہ تہذیب کا ایک ضروری انگ یا ضروری بدی مان لیا گیا ہے۔ مگر یہ جہاں مصیبت کا پیش خیمہ ہے۔

(3) During 1912 one marrige in every 25 ended in divorce in Prussia. The percentage rose to one in 10 marriages. There are 1,50000 children mostly under three years of age orphaned by their parent's divorce and at the present rate the increase will reach half a million within a few years.

ارتھات :۔ پرشیا (جرمنی) میں سال ۱۹۱۲ء میں 25 وواہوں میں سے ایک وواہ طلاق سے سماپت ہوا تھا۔ بعد میں یہ شرح طلاق ۱۰ وواہوں میں سے ایک وواہ کے طلاق پر آگئی۔ وہاں پر قریباً ڈیڑھ لاکھ بچے تین سال کی عمر والے اپنے والدین کے طلاق کے کارن یتیم ہو گئے اور اس شرح رفتار سے چند سالوں کے اندر یتیموں کی یہ تعداد نصف کروڑ تک پہنچ جاوے گی۔"

اخبار بین پبلک سے پوشیدہ نہیں ہے کہ مغربی ممالک میں طلاق کے روز افزوں واقعات سے کس قدر ہاہاکار مچی ہوئی ہے۔ بھارت میں ہندو وواہ کا کتنا اونچا آدرش ہے۔ اس بارہ میں پاشچتیہ تتھا بھارتی ودوانوں کے وچار ذیل میں پیش کئے ہیں۔

(1) Women is half the man. She is the means of earthly wilfare and can lead man to salvation. Woman turns the saviour of man by leading him always to right path and saving him from the pit falls of sin and degradation. They make a complete whole by merging in one personality, as they are tru supplement of eachother."

(Mahabharat)

ارتھانت :- استری پُرش کی اردھنگی ہوتی ہے۔ اور ساتھ ہی وہ لوکک اُنتی کا سادھن بھی ہے۔ وہ ہمیشہ پُرش کو اُنتی کا راستہ دکھلاتی اور ٹھیک پتھ پر چلاکر گناہوں اور گراوٹ کے گڑھے سے بچاتی ہے استری پُرش ملکر اور ایک دوسرے کے اندر جذب ہوکر ایک دُوسرے کی کمیوں (ترُٹیوں) کو پورا کرتے ہوئے مکمل انسان کا رُوپ بنتے ہیں۔ (مہابھارت)

(باقی پھر)

برہماجی کے کہنے کے مطابق تمہارا پُتر آستیک اس سرپ یگیہ کو بند کر سکیگا۔ وہ بالک ہونے پر بھی برہم
دنیا اور برہمن دوارا پوجنیہ ہے۔ اب تم اُس سے ہم لوگوں کی رکھشا کے لئے کہہ دو۔ اپنے بھائی کی بات سن کر رشی پتنی جرت کارُو
نے سب بات بتلا کر ناگوں کی رکھشا کے لئے آستیک کو پریرنا کی۔ آستیک نے اپنی ماں کا کہنا مان کر واسکی سے کہا۔ ناگ
راج! آپ من میں شانتی رکھئے۔ میں آپ سے سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اُس شاپ سے میں آپ لوگوں کو مکت کر دوں گا۔ میں
نے ہنسی مذاق میں بھی کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اس لئے میری بات جھوٹ نہ سمجھو میں اپنی شبھ بانی سے راجہ جنمیجے کو پرسن کر کے
یگیہ بند کرا دونگا۔ آپ مجھ پر یقین رکھئے۔

اس طرح واسکی ناگ کو تسلّی دیکر آستیک سرپوں کو مکت کرنے کیلئے یگیہ شالا میں جانے کی نیت سے چل پڑے انہوں نے
وہاں پہنچکر دیکھا کہ سورج اور اگنی کے سمان تیجسوی سبھاسدوں سے یگیہ شالا بھری پڑی ہے۔ دوار پال نے انہیں اندر جانے سے
روک دیا۔ اب وہ اندر جانے کے لئے یگیہ کی تعریف کرنے لگے۔ اُنکے مکھ سے یگیہ کی تعریف سُن کر جنمیجے نے انہیں اندر جانے کی
اجازت دیدی۔ آستیک یگیہ منڈپ میں جاکر یجمان، رتوج سبھاسد اور اگنی کی اور بھی بڑھکر تعریف کرنے لگے۔ آستیک
دوارا کی گئی اس تعریف کو سن کر راجہ سبھاسد رتوج سب پرسن ہو گئے۔ سب کے منو بھاؤ کو سمجھکر جنمیجے نے کہا۔ "کہ اگرچہ یہ
بالک ہے پھر بھی بات انوبھوی بزرگوں کے سمان کر رہا ہے۔ میں اسے بالک نہیں بزرگ مانتا ہوں۔ میں اس بالک کو وردان
دینا چاہتا ہوں۔ اس وشے میں آپ لوگوں کی کیا رائے ہے۔ سبھاسدوں نے کہا۔ "برہمن اگر بالک بھی ہو تو راجاؤں کے سنمانیہ
ہے۔ اگر وہ ودوان ہو تب تو کہنا ہی کیا۔ اس لئے آپ اس بالک کو منہ مانگی وستو دے سکتے ہیں۔ جنمیجے نے کہا: "آپ لوگ
پوری طاقت لگا کر کوشش کیجئے۔ کہ میرا یہ کرم سماپت ہو جائے اور تکھشک ناگ ابھی یہاں آجائے۔ میرا بڑا دشمن وہی ہے۔ رتوجوں
نے کہا: "اگنی دیو کا کہنا ہے کہ تکھشک ڈر کے مارے اِندر کی شرن میں چلا گیا ہے۔ اور اِندر نے تکھشک کو ابھے دان بھی دیدیا
ہے۔ جنمیجے نے کچھ دکھی ہو کر کہا۔ آپ لوگ ایسا منتر پڑھکر ہون کیجئے۔ کہ اندر کے ساتھ تکھشک ناگ ہو کر اگنی میں بھسم
ہو جائے۔" جنمیجے کی بات سن کر ہوتا نے آہوتی ڈالی۔ اُسی سمے آکاش میں اِندر اور تکھشک دکھائی پڑے۔ اندر تو اس یگیہ
کو دیکھکر بہت ہی گھبرا گئے۔ اور تکھشک کو بے یار و مددگار چھوڑ کر خود چلتے بنے۔ تکھشک دھیرے دھیرے اگنی کی جوالا کے
نزدیک آنے لگا۔ تب براہمنوں نے کہا۔ راجن! اب آپکا کام ٹھیک ہو رہا ہے۔ اس برہمن کو وردان دے دیجیے۔
جنمیجے نے کہا۔ برہمن کمار! تمہارے جیسے ست پاتر کو میں اُچت ور دینا چاہتا ہوں۔ اس لئے تمہاری جو اچھیا ہو۔
خوشی خوشی مانگ لیجئے۔ میں کٹھن سے کٹھن ور بھی تمہیں دے سکتا ہوں۔ آستیک نے یہ دیکھکر کہ اب تکھشک ناگ اگنی کنڈ میں
گرا ہی چاہتا ہے۔ اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر کہا۔ راجن! آپ مجھے یہی ور دیجئے کہ آپ کا یگیہ بند ہو جائے۔ اور اس میں
گرتے ہوئے سرپ بچ جائیں۔" اس پر جنمیجے نے کچھ ناراض ہو کر کہا۔ "سمرتھ برہمن! تم سونا۔ چاندی۔ گائے اور دوسری دستوئیں
جو من چاہے مانگ لو۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ یگیہ بند نہ ہو۔ آستیک نے کہا۔ "مجھے سونا۔ چاندی۔ گائے وغیرہ کچھ بھی نہیں چاہیے
اپنے ماتا کے کل کے کلیان کے لئے میں آپ کا یگیہ ہی بند کرانا چاہتا ہوں۔" جنمیجے نے بار بار اپنی بات دُہرائی۔ لیکن آستیک
نے اس کے علاوہ کوئی دوسرا ور مانگنا قبول نہ کیا۔ اس سمے سبھی وید ویتا سبھاسد ایک ساتھ کہنے لگے۔ کہ یہ برہمن جو کچھ مانگتا ہے

وہی اس کو ملنا چاہیئے۔

شونک جی نے پوچھا۔ سوت نندن! اس یگیہ میں تو بڑے ودوان برہمن تھے۔ لیکن آستیک سے بات کرتے سمے جو تکشک اگنی میں نہیں گرا۔ اس کا کیا کارن ہوا۔ کیا انہیں ویسے منتر ہی نہیں سوجھے۔

اُگرشروا نے کہا۔ اِندر کے ہاتھ سے چھوٹتے ہی تکشک مورچھت ہو گئے۔ آستیک نے تین بار کہا۔ "ٹھہر جا۔ ٹھہر جا۔ ٹھہر جا۔" اسی سے وہ آکاش اور پرتھوی کے بیچ میں لٹکا رہا۔ اور اگنی کنڈ میں نہیں گرا۔ شونک جی! سبھاسدوں کے بار بار کہنے پر جنمیجے نے کہا۔ "اچھا آستیک کی اچھیا پورن ہو۔ یہ یگیہ سماپت کرو۔ آستیک پرسن ہوں۔ ہمارے سوت نے جو کہا تھا وہ بھی سچ ہوا۔" جنمیجے کے منہ سے یہ بات نکلتے ہی سب لوگ آنند پرگٹ کرنے لگے۔ سبھی پرسن ہو گئے۔ راجہ نے رتوجوں اور سبھاسدوں کو بہت دان دیا۔ جس برہمن نے اس یگیہ کے بند ہو جانے کی پیشنگوئی کی تھی۔ اس کا بہت آدر ستکار کیا اور انہیں بہت پرسن کر کے وداع کیا۔ جاتے سمے جنمیجے نے کہا۔ "آپ میرے اشومیدھ یگیہ میں سبھاسد بننے کیلئے پدھاریئے۔ آستیک نے پرسنتا سے "ایسا ہی ہو" کہا۔ اس کے بعد اپنے ماما کے گھر جا کر اپنی ماتا جرت کارو سے آستیک نے یگیہ بند ہونے کا سماچار کہہ سنایا۔

اُس سمے واسکی ناگ کی سبھا یگیہ سے بچے ہوئے سرپوں سے بھری ہوئی تھی۔ آستیک کے منہ سے سب سماچار سُن کر سرپ بہت خوش ہوئے۔ اُنہوں نے اس پر پریم پرگٹ کرتے ہوئے کہا۔ بیٹا! تمہاری جو اچھیا ہو ور مانگ لو، وہ بار بار کہنے لگے۔ بیٹا! تم نے ہمیں موت کے منہ سے بچا لیا۔ ہم تم پر پرسن ہیں۔ کہو تمہارا کون سا پریہ کاریہ کریں؟" آستیک نے کہا۔ "میں آپ لوگوں سے ور مانگتا ہوں کہ جو کوئی شام اور صبح پرسنتا پوروک اس دھرم مئے کتھا کا پاٹھ کرے اسے سرپ سے کوئی بھے نہ ہو۔" یہ بات سُن کر سبھی سرپ بہت پرسن ہوئے۔ اُن لوگوں نے کہا۔ پریہ ور! تمہاری یہ اچھیا پورن ہو۔ ہم بڑے پریم اور پرسنتا سے تمہارا منورتھ پورا کرتے رہیں گے۔ جو کوئی اسِت، آرتمان اور سُنیتھ منتروں سے کسی ایک کا دن یا رات کو پاٹھ کرے گا۔ اُسے سرپوں سے کوئی بھے نہیں ہوگا۔ وہ منتر اس پرکار ہیں۔

"جرت کرو رشی سے جرت کارو نامک ناگ کنیا سے آستیک نامک یشسوی رشی پیدا ہوئے۔ انہوں نے سرپ یگیہ میں تم سرپوں کی رکھشا کی تھی۔ مہا بھاگیہ وان سرپو! میں اُن کا سمرن کر رہا ہوں۔ تم لوگ مجھے مت ڈسو۔

"ہے مہا وِش دھاری! تم چلے جاؤ۔ تمہارا کلیان ہو۔ اب تم جاؤ۔ جنمیجے کے یگیہ کی سماپتی میں آستیک نے جو کچھ کہا تھا۔ اس کا سمرن کرو۔

"جو سرپ آستیک کے بچن کی قسم سُن کر بھی نہیں لوٹے گا۔ اُس کا پھن شیشم کے پھل کے سمان سینکڑوں ٹکڑے ہو جائے گا۔"

دھرماتما شرومنی آستیک نے اس پرکار سرپ یگیہ سے سرپوں کا اُدھار کیا۔ شریر کا پراربدھ پورا ہونے پر پتر پوتروں کو چھوڑ کر آستیک سورگ چلے گئے۔ جو آستیک چرتر کا پاٹھ یا شروَن کرتا ہے۔ اُسے سرپوں کا بھے نہیں ہوتا۔"

شری ویدویاس جی کی آگیا سے ویشم پاین جی کا کتھا آرنبھ کرنا

شونک جی نے کہا۔ سوت نندن! مہابھارت کی کتھا بڑی ہی پوتر ہے۔ اس میں پانڈوں کا یش گایا گیا ہے۔ سرپ یگیہ کے انت میں جنمیجے کی پرارتھنا سے بھگوان شری کرشن دویپاین نے ویشم پاین جی کو یہ آگیا دی تھی کہ تم یہ کتھا انہیں سناؤ۔ اب میں وہی کتھا سننا چاہتا ہوں۔ وہ کتھا بھگوان ویاس کے من روپی سمندر سے پیدا ہونے کے کارن سرو رتن مئی ہے۔ آپ وہی سنائیے۔

اگر وشروا نے کہا۔ شونک جی! بھگوان وید ویاس جی کی رچنا مہابھارت کی کتھا کو میں آپکو شروع سے ہی سناؤں گا۔ اس کا ورنن کرنے میں مجھے بھی بڑا آنند ہوتا ہے۔ جب شری کرشن دویپاین کو یہ بات معلوم ہوئی کہ جنمیجے سرپ یگیہ کرنے والے ہیں۔ تب وہ وہاں آئے بھگوان ویاس کا جنم (شکتی پتر) پراشر کے دوارا ستیہ وتی کے گربھ سے جمنا کی ریتی میں ہوا تھا۔ وہی پانڈوں کے پتامہ تھے۔ وہ جنمتے ہی سو اچھا سے بڑے ہو گئے اور سانگ اپانگ وید تتھا اتہاسوں کا گیان پراپت کر لیا۔ اسے کوئی تپسیا۔ وید ادھین۔ برت۔ اپواس، سبھاوک شکتی اور وچار سے نہیں پراپت کر سکتا۔ انہوں نے ہی ایک وید کو چار حصوں میں بانٹ دیا۔ وہ مہان برہم رشی ترکال درشی ستیہ برت، پرم پوتر اور سگن نرگن سروپ کے تتو گیہ تھے۔ انہیں کی کرپا سے پانڈو اور دھرتراشٹر اور ودر کا جنم ہوا تھا۔ انہوں نے اپنے شاگردوں کے ساتھ جنمیجے کے یگیہ منڈپ میں پرویش کیا۔ انہیں دیکھتے ہی راج رشی جنمیجے جھٹ پٹ سبھاسدوں کے ساتھ سواگت کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور انہیں آدر پوروک یگیہ منڈپ میں لے آئے۔ انہیں سورن سنگھاسن پر بٹھا کر انکی پوجا کی۔ اپنے ونش پرورتک کو آچمن ارگھ اور گائے دیکر جنمیجے کو بڑی خوشی ہوئی۔ دونوں طرفوں سے ایک دوسرے کی کشل پوچھی گئی۔ سبھی سبھاسدوں نے بھگوان ویاس کی پوجا کی۔ اور انہوں نے یتھا یوگیہ سب کا سنمان کیا۔ پوجا ستکار کے بعد جنمیجے نے سبھاسدوں کے ساتھ ہاتھ جوڑ کر ویاس جی کو پرشن کیا۔ "بھگوان آپنے کوروں اور پانڈوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپکے منہ سے انکا چرتر سنوں۔ وہ بڑے دھرماتما تھے۔ پھر ان لوگوں میں ان بن کا کیا کارن ہوا؟ اس گھور مہا یدھ تک کی نوبت کیسے آئی؟ اس یدھ کے کارن پرانیوں کا بہت سنگھار ہوا تھا، اوشیہ ہی دیو وش انکا من یدھ کی طرف جھک گیا ہوگا۔ آپ کرپا کر کے مجھے انکی ساری کتھا سنائیے"۔ جنمیجے کی یہ بات سن کر بھگوان وید ویاس نے پاس ہی بیٹھے ہوئے اپنے شاگرد ویشم پاین جی سے کہا۔ "ویشم پاین! کوروں اور پانڈوں میں جیسے پھوٹ پڑی تھی۔ وہ سب تم مجھ سے سن چکے ہو۔ اب وہی بات تم جنمیجے کو سنا دو"۔ اپنے گورو دیو کی آگیا سن کر بھری سبھا میں ویشم پاین جی نے کوروں اور پانڈوں کا چرتر کہنا شروع کیا۔

ویشم پاین جی نے کہا۔ میں سنکلپ وچار اور سمادھی کے دوارا گورو دیو کو نمسکار کرتا ہوں۔ وہ سب براہمنوں پنڈتوں کا سنمان کر کے اپنے گورو دیو پرم گیانی ویاس جی کا مت سناتا ہوں۔ بھگوان ویاس جی کے دوارہ رچنا کیا ہوا یہ اتہاس بڑا ہی پوتر اور وستریت (مفصل) ہے۔ انہوں نے تتھیہ آتما پانڈوں کی یہ کتھا ایک لاکھ شلوکوں میں کہی ہے۔ اسکے کہنے والے اور سننے والے برہم لوک میں جا کر دیوتا سروپ ہو جاتے ہیں۔ یہ پوتر اور اتم پران وید کے سمان مہا والا ہے۔ بڑے بڑے رشیوں نے اس کی استتی کی ہے۔ اس اتہاس میں ارتھ اور کام کی پراپتی کے دھرم انوکول اپائے بتلائے گئے ہیں۔ اور اس سے موکش

تو کی پہچاننے والی بدھی بھی پراپت ہوتی ہے۔ اس کے شروَن کیرتن سے منش سارے پاپوں سے چھوٹ جاتا ہے۔ اس اتہاس کا نام جے ہے۔ کلیان پراپت کرنے کے لئے اس کا شروَن کرنا چاہیئے۔ یہ دھرم شاستر ارتھ شاستر موکش شاستر سب کچھ ہے۔ جو اس کا شروَن اور منن کرتے ہیں۔ اُن کے پُتر آگیا کار اور سیوک سوامی بھگت ہو جاتے ہیں۔ جو اس کا شروَن کرتے ہیں۔ وہ تینوں تاپوں سے مُکت ہو جاتے ہیں۔ اس میں بھرت ونش کے مہا راج گاہوں کی اُپا اور اتہاس ہے اس لئے اسکو مہابھارت کہتے ہیں۔ جو اس نام کا لکھش ارتھ جانتا ہے۔ وہ سارے پاپوں سے چھوٹ جاتا ہے۔ بھگوان شری کرشن دوپاین ہر روز صبح سویرے اُٹھ کر اشنان سندھیا وغیرہ سے فارغ ہو کر اس کی رچنا کرتے تھے۔ اس پرکار تین برس میں یہ سماپت ہوا تھا۔ اس لئے براہمنوں کو بھی نیم میں ستھت ہو کر ہی اس کتھا کا شروَن اور منن کرنا چاہیئے۔ جیسے سمندر اور سمیرو پربت رتنوں کی کانیں ہیں۔ ویسے ہی یہ گرنتھ کتھاؤں کا مول سروپ ہے۔ اس کے دان سے ساری پرتھوی کے دان کا پھل ملتا ہے۔ دھرم ارتھ کام موکش کے سمبندھ میں جو بات اس گرنتھ میں ہے وہی سروتر ہے۔ جو اس میں نہیں ہے۔ وہ اور کہیں نہیں ہے۔ اسلئے آپ لوگ یہ کتھا پوری پوری سُنئے۔ پہلے میں یہ ورنن کرونگا۔ کہ کن کن دیوتا اور دانوں نے کن کن منشوں کے روپ میں جنم لیا تھا۔ دانوں راج وپرچتی جراسندھ اور ہرنیہ کشیپ ہوا تھا۔ سنگھلا وشلیہ اور اُنہلاد دھرشٹ کیتو ہوا تھا۔ شوی دیتیہ درم راجہ کے روپ میں اور داشکل بھگدت ہوا تھا۔ کال نیمی دیتیہ نے ہی کنس کا روپ دھارن کیا تھا۔

بھردواج مُنی کے یہاں برہسپتی جی کے انش سے درونا۔ آچاریہ جی کا اوتار ہوا تھا وہ سریشٹھ دھنش دھاری اُتم شاستر گیہ اور پرم تجسوی تھے۔ اُن کے ہاں مہا دیو اور کال کے ملے جُلے انش سے بھینکر اشوتھاما کا جنم ہوا تھا۔ وشسشٹ رشی کے شاپ اور اندر کی آگیا سے آٹھوں دسو راج رشی شانتنو کے دوارا گنگا جی کے گربھ سے پیدا ہوئے ان میں سب سے چھوٹے بھیشم تھے۔ وہ کوروں کے رکھشک وید وِدیا گیانی اور سریشٹھ وکتا تھے۔ انہوں نے بھگوان پرشورام جی سے یدھ کیا تھا۔ رودر کے ایک انش سے کرپاچاریہ جی کا اوتار ہوا تھا۔ اور دواپر یُگ کے انش سے شکنی کا جنم ہوا تھا۔ مرُدگن کے انش سے سریشٹھ ویر ستیہ وادی ساتیکی کا، راج رشی درُوپد کا اور کرت ورما اور وراٹ کا جنم ہوا تھا۔ اوشٹھا کا پتر ہنس نامی گندھرو راج دھرتراشٹر کے روپ میں پیدا ہوا تھا۔ سوریہ کے انش دھرم ہی ودُر کے نام سے پرسدھ ہوئے۔ کرودھ کلنک درآتما دریودھن کل یُگ کے انش سے پیدا ہوا تھا۔ اس نے اپسیاں دیر بھاو کی آگ سُلگا کر پرتھوی کو بھسم کیا۔ پلستی ونش کے راکششوں نے دریودھن کے سو بھائیوں کے روپ میں جنم لیا تھا یدھشٹر دھرم کے، بھیم سین وایو کے۔ ارجن اندر کے اور نکل اور سہدیو اشونی کماروں کے انش سے پیدا ہوئے تھے۔ چندرما کا پتر وچاد ابھیمنیو ہوا تھا۔ ودیا کے جنم کے وقت چندرما نے دیوتاؤں سے کہا تھا۔ میں اپنے پران پیارے پتر کو نہیں بھیجنا چاہتا۔ پھر بھی اس کام سے پیچھے ہٹنا ٹھیک نہیں جان پڑتا۔ اسروں کا بدھ کرنا بھی تو اپنا کام ہی ہے۔ اس لئے ورچا منش بنے گا تو سہی لیکن وہاں زیادہ عرصہ نہیں رہے گا۔ اندر کے انش سے نر اوتار ارجن ہوگا۔ جو نارائن اوتار شری کرشن کا سکھا ہوگا۔ میرا پتر ارجن کا ہی پتر ہوگا۔ نر نارائن کی غیر حاضری میں میرا پتر چکر ویوہ کو بھیدن کریگا۔ اور گھمسان یدھ کر کے بڑے بڑے مہا رتھیوں کو حیران کر دیگا۔ دن بھر یدھ کر کے شام کو وہ مجھ سے آ ملے گا۔ اسکی پتنی سے جو پتر ہوگا وہی کرو کل کا ونش دھر ہوگا۔ سبھی دیوتاؤں نے چندرماں کی اس بات پر

اَنند پرگٹ کیا۔ جنمیجے! یہی آپکا دادا بھیمنو تھے۔ اگنی کے انش سے دھرشٹ دیومن اور ایک راکشس کے جنم سے شکھنڈی کا جنم ہوا تھا۔ وشودیوگن دروپدی کے پانچوں پتر پرتی بندھیہ، سُت سوم، شرتی کیرتی، شتانیک اور سرت سین کے روپ میں پیدا ہوئے تھے۔

بسودیو جی کے پتا کا نام شورسین تھا۔ اُنکی ایک روپ وتی کنیا تھی جس کا نام پرتھا تھا۔ شورسین نے اگنی کے سامنے پرتگیا کی تھی۔ کہ میں اپنی پہلی سنتان اپنی بوا کے سنتان ہین پتر کنتی بھوج کو دے دونگا۔ اُنکے یہاں پہلے پرتھا کا ہی جنم ہوا۔ اسلئے انہوں نے اُسے کنتی بھوج کو دیدیا۔ جس سے پرتھا چھوٹی تھی۔ وہ اپنے پتا کنتی بھوج کے پاس رہتی اور آئے ہوئے مہمانوں کی سیوا کرتی۔ ایک بار پرتھا نے دُرواشا رشی جی کی بڑی سیوا کی۔ اُسکی سیوا سے جتیندریہ رشی بڑے پرسن ہوئے اُنہوں نے پرتھا کو ایک منتر بتایا۔ اور کہا کہ "کلیانی! میں تم پر بہت پرسن ہوں۔ تم اس منتر سے جس دیوتا کا آواہن کروگی اُسی کی کرپا پرساد سے تمہیں پتر پیدا ہوگا۔ درواشا رشی کی بات سُن کر پرتھا کو بڑی بے چینی ہوئی۔ اس نے ایکانت میں جاکر بھگوان سوریہ کا آواہن کیا۔ سوریہ دیو نے اگت گربھ سنتھاپن کیا۔ جس سے اُنکے سمان تیجسوی کوچ اور کنڈل پہنے ایک سروانگوں سے سُندر بالک ہوا۔ کلنک سے ڈر کے مارے کنتی (پرتھا کا دوسرا نام جو اُس کے دھرم پتا کنتی بھوج کے سمبندھ سے پڑا) نے اُس بالک کو چھپا کر ندی میں بہا دیا۔ ادھیرتھ نے اُسے نکالا اور اپنی استری رادھا کے پاس لے جاکر اُسے اپنا پتر بنا لیا۔ جو آگے چل کر کرن کے نام سے مشہور ہوا۔ وہ شستر استر ودیا میں ماہر اور وید انگوں کا گیاتا ہوا۔ وہ بڑا اُدار بہادر اور عقلمند تھا۔ وہ مشہور دانی ہوا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ کرن جپ کر رہا تھا۔ دیوراج اندر اپنے انش پتر ارجن کے ہت ارتھ برہمن کا روپ دھارن کر کے اُسکے پاس آئے۔ اور کرن سے اُسکے کوچ کنڈل دان میں مانگے۔ کرن نے ترنت اُتار کر کوچ اور کنڈل دے دیئے اسکی اس اُدارتا سے پرسن ہو کر اندر نے اُسے ایک شکتی دی۔ اور کہا تم یہ شکتی جس پر بھی چلاؤ گے اُس کا ناش ہو جائے گا۔ کرن مہا یودھا۔ دریودھن کا منتری، سکھا اور سرشیٹھ مہا پرش تھا۔

دیو ادھی دیو سناتن پرش نارائن بھگوان کے انش باسدیو شری کرشن نے اوتار لیا۔ مہابلی بلدیو جی شیش کے انش اوتار تھے۔ سنت کمار جی پردیومن ہوئے یادوکل میں اور بہت سے دیوتاؤں نے منش روپ میں جنم لیا۔ شری لکشمی جی رکمنی کے روپ میں راجہ بھیشمک کی پتری کے روپ میں پرگٹ ہوئی۔ اور اندرانی دروپدی کے روپ میں راجہ دروپد کی پتری بنی۔ سدھی اور دھرتی نے کنتی اور مادری کے روپ میں جنم لیا تھا۔ وہ ہی پانڈووں کی مائیں تھیں۔ اس پرکار دیوتا اُسر وغیرہ اپنے اپنے انش سے منش کے روپ میں پیدا ہوئے تھے۔

دُشینت اور شکنتلا کا گندھرو وواہ!

جنمیجے نے کہا۔ بھگوان! دیوتا اور اُسروں کے انش اوتار دھارن کرنے کی کتھا میں نے سُن لی۔ اب مجھے آپ کرو ونش کا شروع سے اب تک کا سارا حال سُنائیے۔

ویشم پائن جی بولے۔ جنمیجے! پورو ونش کا پرورتک پرتاپ شالی راجہ دُشینت تھا۔ اُسکی سلطنت بڑی دُور تک پھیلی ہوئی تھی۔ وہ اپنی پرجا کا پالن بڑے پریم اور انصاف سے کیا کرتا تھا۔ اُسکے راجیہ میں نہ کبھی اکال پڑتا تھا اور نہ کوئی پاپ کرتا تھا۔ سبھی لوگ

دھرم کے پریمی تھے۔ روگ بھی کسی کو نہ ستاتے تھے۔ سبھی لوگ اپنے اپنے دھرم میں سنتشٹ تھے۔ اور راجہ کی پرجا سکھی تھی۔ سہائتا کرتے ہوئے سب دھرم کا پالن کرتے تھے۔ وقت پر بارش ہوتی تھی۔ انّ رسیلے تھے۔ پرتھوی سب پرکار کے دھن و مال سے مالامال تھی۔ برہمن برہم نشٹھ تھے۔ دشینت ایک نوجوان راجہ تھا۔ وہ مہان شکتی شالی بلوان تھا۔ اور شستر استر ودیا کا ماہر تھا۔ گھوڑے۔ ہاتھی کی سواری کا وہ لاثانی سوار تھا۔ وہ سوریہ کے سمان تیجسوی۔ سمندر کے سمان دھیرج والا۔ اور پرتھوی کے سمان کشما دان تھا۔ پرجا اُس سے پریم کرتی تھی۔ اور وہ پرجا سے پریم کرتا تھا۔

ایک دن کی بات ہے۔ مہاباہو راجہ دُشینت چترنگنی سینا کے ساتھ کسی گھنے بن میں جا پہنچا۔ اُسے پار کرنے پر اُسے ایک منوہر آشرم اور باغیچہ نظر آیا۔ باغیچے میں سُندر پنچھی چہچہا رہے تھے۔ اسکی شوبھا دیکھکر دُشینت پرسن ہوا۔ اس کے سامنے ہی مالنی ندی بہہ رہی تھی۔ وہاں ندی کے تٹ پر بہت سے رشی منی آسنوں پر دھیان لگائے بیٹھے تھے۔ برہمن دیوتاؤں کی پوجا کر رہے تھے۔ راجہ کو ایسا معلوم ہوا کہ وہ برہم لوک میں کھڑا ہے۔ اس پرکار پرسن چیت ہوکر راجہ نے کنو رشی کے اس آشرم میں پرویش کیا۔ اپنے منتریوں اور پروہتوں کو تو دروازے پر ہی ٹھہرایا اور خود اندر چلا گیا۔ دُشینت نے اندر جاکر پکارا "یہاں کون ہے۔ اسکی آواز سُن کر ایک لکشمی کے سمان سُندر کنیا تپسوِنی کے بھیس میں آشرم سے نکلی۔ اس نے راجہ دشینت کا آدر ستکار کیا۔ اور اُن کی مہمان نوازی کی۔ اور اُنکے وہاں پدھارنے کا کارن پوچھا۔ راجہ نے کہا کہ میں پرم پربھاوشالی مہرشی کنو جی کا درشن کرنے آیا ہوں وہ اس سمے کہاں ہیں۔؟ کرپا کر کے بتلا دیجئے۔" شکنتلا (اس کنیا کا نام) نے کہا۔ میرے پوجنیہ پتا جی تو آشرم سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ وہ آپ کو اس سمے نہیں مل سکتے۔" شکنتلا کی جوانی اور سُندر روپ کو دیکھکر راجہ چکت رہ گیا۔ اُس نے پوچھا۔ سُندری تم کون ہو؟ تمہارے پتا کون ہیں؟ تم کس لئے یہاں آئی ہو؟ تم نے میرے من کو موہت کر لیا ہے۔ میں تمہارا حال جاننا چاہتا ہوں۔" شکنتلا نے نمرتا سے کہا۔ "میں مہرشی کنو کی پُتری ہوں،، راجہ نے کہا۔ "کلیانی! مشہور مہرشی کنو تو اکھنڈ برہمچاری ہیں۔ تم انکی پُتری کیسے ہو سکتی ہو۔" شکنتلا نے کہا: "راجن! ایک رشی کے پوچھنے پر میرے پتا کنو نے میرے جنم کی کتھا سنائی تھی۔ ان سے میں نے سُنا ہے۔ کہ جس سمے اِندر نے مہا تپسوی وشوامتر جی کی تپسیا میں وگھن ڈالنے کے لئے مینکا نامی اپسرا کو بھیجا تھا۔ تو اُسی کے سنجوگ سے میرا جنم ہوا تھا۔ ماتا مجھے بن میں چھوڑ کر چلی گئی۔ تب شکنتو نامی پنچھی نے میری رکھشا کی تھی اس لئے میرا نام شکنتلا پڑا۔ مہرشی کنو نے مجھے وہاں سے اُٹھا کر میرا پالن پوشن کیا۔ شریر کو پیدا کرنے والا پرانوں کی رکھشا کرنے والا اور انّ داتا یہ تینوں ہی پتا کہے جاتے ہیں۔ اس پرکار میں مہرشی کنو کی پُتری ہوں۔

دُشینت نے کہا۔ کلیانی! جیسا تم کہہ رہی ہو۔ تم راج کنیا ہو۔ اس لئے تم مجھے اپنا پتی گرہن کرو۔ راجاؤں کے لئے گندھرو وواہ سروشریشٹھ مانا گیا ہے۔ اس لئے تم مجھ سے گندھرو وواہ کرو۔ شکنتلا کچھ شرما گئی تو دشینت نے کہا۔ میں تمہیں چاہتا ہوں اور یہ بھی چاہتا ہوں کہ تم خود اپنی مرضی سے مجھے اپنا پتی قبول کرو۔ منش خود ہی اپنا ہتیشی اور ذمہ دار ہے۔ تم دھرم مریادا کے انوسار سوئم ہی مجھے اپنے آپ کو سمرپن کرو۔" شکنتلا نے کہا۔ راجن! اگر آپ اسے ہی دھرم سمجھتے ہیں اور مجھے اپنا ور آپ چننے کا ادھیکار ہے۔ تو آپ میری ایک شرط سُن لیجئے۔ تب میں آپ کو پتی روپ میں گرہن کرونگی۔ وہ شرط یہ ہے۔ کہ آپ کے بعد میرا پُتر ہی سمراٹ ہوگا۔ آپ یہ پرتگیا کیجئے۔" دُشینت نے بنا کسی لیت و لعل کے پرتگیا کر لی۔ اور شکنتلا کے ساتھ گندھرو

وواہ کیا. وہ کچھ عرصہ اس آشرم میں ٹھہرے. اور بار بار شکنتلا کو یقین دلاتے رہے. کہ میں تمہیں یہاں سے اپنے راج محل میں لے جانے کے لئے چترنگنی سینا بھیجوں گا. اس پرکار شکنتلا کو دھیرج بندھا کر راجہ دُشینت اپنی راج دھانی میں چلے آئے. اُنکے بعد مہرشی دُرواسا اس آشرم میں پدھارے. شکنتلا کو دشینت کی جُدائی اسہہ ہو گئی. وہ اُنکی جُدائی میں تڑپنے لگی. اور اُنکا چنتن کرتے کرتے سب سُدھ بُدھ کھو بیٹھی. اس نے نہ تو دُرواسا کو دیکھا اور نہ ہی اُن کا آدر ستکار کیا. کیونکہ اس کا من تو ایک ماتر دُشینت کی یاد میں ہی لین تھا. دُرواسا جی کو کرودھ آیا. انہوں نے اُسے شاپ دیا. کہ جس راجہ کی جُدائی میں پیار کے کارن تو اپنے کرتویہ کو بھی بھول بیٹھی ہے. وہ بالکل تمہیں بُھلا دے گا. اُسے تمہاری رتی بھر بھی یاد نہ رہیگی. شکنتلا اپنے پریہ پتی دُشینت کے دھیان میں بیٹھی رہی. اُس نے رشی کے شاپ کو بالکل نہیں سُنا. لیکن آشرم میں رہنے والی شکنتلا کی دو سہیلیوں نے رشی کے شاپ کو سُنا. وہ بہت گھبرائیں اور انہوں نے دُرواسا کے چرن پکڑ کر اُن سے کشما مانگی. رشی نے کہا. میرا شاپ تو اٹل رہے گا. ہاں اگر شکنتلا وہ انگوٹھی جو دُشینت نے اُسے دی تھی اُسے دکھلادے تو اُسے سب بات یاد آ جائیگی. شکنتلا کی اُن سہیلیوں نے اُسے یہ بات بالکل نہ بتلائی تاکہ شکنتلا کو یہ شاپ سُن کر ادھک دُکھ نہ ہو. تھوڑے عرصے کے بعد کنو رشی آشرم میں پدھارے. ترکال درشی رشی نے سب سماچار جان لیا. اُنہوں نے شکنتلا سے کہا. "بیٹا تم نے میری صلاح کے بغیر میری غیر حاضری میں جو کچھ کیا ہے وہ دھرم کے وِرُودھ نہیں ہے. کھشتریوں کے لئے گندھرو وواہ کا ودھان ہے. دُشینت ایک دھرماتما اُدار اور سریشٹھ پُرش ہے. اُس کے سنجوگ سے تیرے گربھ سے بڑا بلوان پُتر ہوگا. وہ ساری پرتھوی کا راج کریگا. جب وہ شتروؤں پر چڑھائی کریگا تو اس کا رتھ کبھی نہیں رُکے گا." شکنتلا کے کہنے پر مہرشی کنو نے دُشینت کو وردیا کہ اُس کی بدھی دھرم میں دڑھ رہے اور اس کا راج اٹل رہیگا. کچھ کال بعد شکنتلا کے گربھ سے پُتر ہوا. وہ بے حد خوبصورت اور بچپن سے ہی بلوان تھا. مہرشی کنو نے ودھی پُورک اُس کے جات کرم آدی سنسکار کئے. اُس بچّے کے دانت سفید سفید اور نکیلے تھے. کندھے شیر جیسے اور دونوں ہاتھوں میں چکّر کا نشان تھا. وہ ایک دیو کمار جیسا پڑتا تھا. رشی کنو نے شکنتلا کو اس کے پُتر سمیت اپنے شاگردوں کو آگیا دے کر دُشینت کے پاس اُسکی راجدھانی میں روانہ کر دیا. راستے میں ایک ندی پڑتی تھی. اس ندی کو پار کرتے ہوئے شکنتلا کے ہاتھ سے دُشینت کی دی ہوئی انگوٹھی گر پڑی. لیکن اُسے اس گھٹنا کا بالکل پتہ نہ لگا. مہرشی کنو کے شاگرد شکنتلا کو راج دربار میں پہنچا کر لوٹ گئے. شکنتلا نے راجہ دُشینت کو سمان پُورک نویدن کیا. کہ راجن! یہ آپکا پُتر ہے. اب اسے آپ یوراج بنائیے. اور اپنی پرتگیا پوری کیجئے. شکنتلا کی بات سُنکر رشی دُرواسا کے شاپ کی وجہ سے یہ سب کچھ بھولا ہوا تھا. اس نے حیران ہوکر کہا: "اری دُشٹ تاپسی! تو کس کی پتنی ہے؟ مجھے تو کچھ بھی سمرن نہیں. تیرے ساتھ دھرم ارتھ اور کام کا کوئی بھی میرا سمبندھ نہیں ہے. تو یہاں سے چلی جا." دُشینت کی یہ بات سُن کر تپسونی شکنتلا بے ہوش سی ہو کر سکتہ کی سی حالت میں کھڑی رہ گئی. اُس کی آنکھیں لال ہو گئیں. ہونٹ کانپنے لگے. اور وہ ٹیڑھی نظر سے دُشینت کی طرف دیکھنے لگی. تھوڑی دیر ٹھہر کر دُکھ اور کرودھ سے بھری شکنتلا دُشینت سے بولی: "مہاراج آپ جان بوجھ کر ایسا کیوں کہہ رہے ہیں". کہ میں کچھ نہیں جانتا. نیچ پُرش ہی ایسے وعدہ سے پھرا کرتے ہیں. آپکا ہردے اس بات کا ساکھشی ہے کہ جھوٹ کیا ہے اور سچ کیا ہے. آپ اپنی آتما کا انادر کیوں کرتے ہیں.

۱؎ جب استری اور مرد اپنی مرضی سے اپنی شادی کریں تو ایسے وواہ کو گندھرو وواہ کہتے ہیں.

آپ ہردے پر ہاتھ رکھکر سچ سچ کہئے۔ کہ کیا میں آپکی پتنی نہیں ہوں۔ آپ ایک نردوش استری سے ایسا گھور پاپ کیوں کر رہے ہیں۔ آپ ایسا سمجھ رہے ہیں۔ کہ اُس سمے میں اکیلا تھا۔ کوئی گواہ نہیں تھا لیکن آپ کو یہ پتہ نہیں کہ ہردے میں برجمان پرماتما سب کچھ دیکھتے ہیں۔ اور سب بھلے بُرے کرموں کے ساکشی ہیں۔ پاپ کرکے یہ سمجھنا کہ مجھے کوئی نہیں دیکھ رہا۔ یہ گھور اگیان ہے۔ سوریہ۔ چندرما۔ اگنی۔ انترکش۔ پرتھوی۔ جل۔ ہردہ۔ یم راج۔ دن رات۔ سندھیا۔ دہرم یہ سبھی منش کے شُبھ اشبھ کرموں کو جانتے ہیں۔ جس پر ہردہ ستھت کرم ساکشی کھشیتر گیہ پرماتما سنتشٹ رہتے ہیں۔ یم راج اُس کے پاپوں کو نشٹ کر دیتے ہیں۔ پرنتو جس پر انتریامی پرماتما سنتشٹ نہیں۔ یم راج خود اس کے پاپوں کا ڈنڈ دیتے ہیں۔ جو خود اپنی آتما کا ترسکار کرکے کچھ کا کچھ کر بیٹھتا ہے۔ دیوتا بھی اُس کی سہائتا نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ خود بھی اپنی سہائتا نہیں کرتا۔ میں خود آپ کے پاس آئی ہوں۔ ایسا سمجھکر آپ مجھ پتی برتا کا ترسکار نہ کریں۔ پتنی کے گربھ سے پُتر روپ میں خود پتی کا ہی جنم ہوتا ہے۔ اس لئے پراچین وِدوانوں نے پتنی کو جایا کہا ہے۔ آپ میرا اور پُتر روپی اپنے آتما کا اناد نہ کریں۔ پُتر سے سورگ کی پراپتی ہوتی ہے۔ پتنی اُسے کہتے ہیں۔ کہ جو گھر کے کام کاج میں چتر ہو۔ پتر وتی ہو۔ پتی کو پران کے سمان مانتی ہو۔ اور سچی پتی ورتا ہو۔ پتنی پتی کا اردھ انگ ہے۔ اُسکا ایک سریشٹھ سکھا ہے۔ پتنی کے دوارہ ارتھ دہرم اور کام کی سدھی ہوتی ہے۔ اور موکھش مارگ میں بھی پتنی سہائتا دیتی ہے۔ پتنی کی سہائتا سے ہی سریشٹھ کرم ہوتے ہیں۔ گرہستی بنتی ہے سکھ ملتا ہے۔ اور لکشمی کی پراپتی ہوتی ہے۔ پتنی ہی اکانت میں میٹھا بولنے والا سکھا، دہرم کال میں پتا اور دُکھ پڑنے پر ماتا کا کام کرتی ہے۔ بیوپار میں لوگ اچھی پتنی کا بہت وشواس کرتے ہیں۔ گھور مصیبت کے سمے اور مرنے پر بھی پتنی ہی اپنے پتی کا ساتھ دیتی ہے۔ پتی کے سُکھ کے لئے استریاں ستی ہو جاتی ہیں۔ اور سورگ میں پہلے ہی پہنچ کر پتی کا سواگت کرتی ہیں۔ وواہ کا یہی اُدیش ہے۔ اس لوک اور پرلوک میں پتنی جیسا سہائک اور کون ہے۔ روگ سے ویاکل پُرش پتی پتنی کو دیکھکر تسلی پاتے ہیں۔ اس لئے کرودھ آنے پر بھی پتنی کا اپریہ نہیں کیا جاتا۔ کیوں کہ پریم پرسنتا اور دہرم اُسی کے آدھین ہیں۔ اپنی پیدائش بھی تو استریوں کے دوارا ہوتی ہے۔ اپنے دُھول سے لتھڑے پُتر کو بھی ہردہ سے لگانے میں جو سُکھ ملتا ہے اُس سے بڑھکر اور کیا ہے۔ آپکا پُتر سوئم آپ کے سامنے کھڑا ہے۔ اور پریم بھری درشٹی سے دیکھ رہا اور آپ کی گود میں جانے کے لئے بیتاب ہے۔ اس کا ترسکار نہ کیجئے۔ دیکھئے چیونٹیاں بھی اپنے انڈوں کا پالن کرتی ہیں۔ راجن! میں نے اس پُتر کو اپنے گربھ میں رکھا۔ یہ آپکو سُکھی کریگا۔ اس کے جنم کے سمے آکاش بانی ہوئی تھی۔ کہ یہ بالک سَو اشومیدھ یگ کرے گا۔ جات کرم کے سمے جو وید منتر پڑھے جاتے ہیں۔ وہ سب آپکو معلوم ہیں۔ پتا پُتر کو پرسن کرتا ہوا کہتا ہے۔ "تم میرے سر نانگ سے پیدا ہوئے ہو۔ تم میرے ہردے کا خزانہ ہو۔ میرا اپنا نام ہی پُتر ہے۔ بیٹا! تم سو برس تک جیو۔ میرا جیون اور آگے کی ونش پرم پرا تمہارے آدھین ہے۔ سو یہ بالک آپکے انگ سے پیدا ہوا ہے۔ آپ کیوں نہیں اپنے کو اس کے روپ میں مورتی مان دیکھتے؟ میں مینکا کی کنیا ہوں۔ ضرور ہی میں نے پہلے کسی جنم میں پاپ کیا ہوگا۔ جس سے بچپن میں میری ماں نے مجھے چھوڑ دیا اور اب آپ چھوڑ رہے ہیں۔ آپکی اگر یہی اچھیا ہے۔ تو مجھے بھلے ہی چھوڑ دیجئے۔ میں اپنے آشرم میں چلی جاؤں گی۔ لیکن یہ آپکا پُتر ہے۔ اس کو مت چھوڑیئے۔ (باقی پھر)

دیکھنا! آگے کیلے کا چھلکا ہے

جی ہاں، کیلے کے چھلکے پر کبھی پاؤں نہیں پڑنا چاہئے، لیکن کیا آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ کیلا قومی صحت کی تعمیر میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے یہی بات دوسرے پھلوں کے بارے میں بھی کہی جا سکتی ہے۔

کیلا، لیموں، پپیتا، امرود، اور انگور جیسے پھل بآسانی اُگائے جا سکتے ہیں۔ بس گھر کے اندر یا آس پاس تھوڑی سی جگہ ہونی چاہیئے۔ یہ من بھاتے میوے کیلشیم اور فاسفورس جیسے معدنی عناصر اور وٹامن 'اے'، 'بی'، اور 'سی' سے بھرپور ہیں۔



پھل متوازن غذا کا لازمی جزو

آپ بھی کوشش کیجئے گا۔ یقیناً یہ کوشش پھل لائے گی۔ گھر کے صحن میں پھلوں کے چند پیڑ اُگانا رئیسانہ ٹھاٹھ نہیں بلکہ ایک ضروری چیز ہے۔

اس سلسلے میں مزید تفصیلات کے لئے اپنے بلاک کے زرعی توسیع کے افسر یا محکمۂ باغبانی سے رجوع کریں۔



davp 67/498

Monthly 'OM' Delhi.

Vol. 35 MAY 1968 Regd. No. D-84

اوم اوم

فہرست کتب

دھارمک رسالہ اوم دہلی سے مندرجہ ذیل کتب منگوا کر جیون کو سپھل بنائیں

پرشوتم انک سنہ ۱۹۶۴ء تقریباً پچاس
مضامین کا مجموعہ قیمت اڑھائی روپے
آستک ناستک سنواد سوامی
شوانند جی۔ قیمت صرف 25 پیسے
برہمچریہ (ڈرامہ) قیمت صرف 50 پیسے
رام درشن (باتصویر) قیمت سوا روپیہ
لنڈن یاترا اور مرتک آتماؤں کے
ساتھ وارتالاپ قیمت 50 پیسے
جپ جی صاحب کا بھاشیہ۔ از قلم
فقیر سردار دی لال جی نگرکھ قیمت =/1
شری مد بھگوت گیتا مجلد باتصویر معہ مہاتم
قیمت صرف دو روپے پچاس پیسے۔
گیتا منظوم۔ از خواجہ دل محمد ایم اے پرنسپل
شلوک وار منظوم ترجمہ ہے قیمت =/3
جپ جی و سکھمنی صاحب منظوم۔ از
خواجہ دل محمد صاحب ایم۔ اے (3/50)
تلسی رامائن مکمل باتصویر مجلد اردو
سلیس زبان میں بمعہ شلوک اور ترجمہ 10/50
پربھو کے ساکشات درشن۔ ایک روپیہ
تقدیر اور تدبیر کا ایکس رے۔ ایک روپیہ
ستیہ درشن مصنفہ پروفیسر نرمل چندر جی
قیمت رعایتی دو روپے 2/-
گوبند پرکاش (ہندی) قیمت روپے

انوبھوتی پرکاش (ہندی) پہلا بھاگ
5½ روپے دوسرا بھاگ سات روپے
پری پورن انوبھو (ہندی) 75 پیسے
رام برشا اردو شری سوامی رام
تیرتھ جی مہاراج۔ ساڑھے چار روپے
تحفۂ درویش یعنی پھولوں کا ہار۔ (اردو)
از قلم منشی گھاسی رام صاحب صفحات ۲۵۰)
کلیات رام حصہ اول (اردو) 4/50

برہم یاترا از سوامی بھولا ناتھ جی مہاراج
قیمت تین روپے پچاس پیسے۔ (3/50)
ویدانت درشن۔ قیمت دو روپے
پرانا یام اور آسن۔ تین روپے۔
پتنجل یوگ۔ قیمت تین روپے۔
موت اور زندگی حصہ اول 1/50
حصہ دوم =/3 حصہ سوئم =/2 حصہ چہارم =/2
لطف زندگی کا منشی رام جی چاولہ =/2
امرت کنڈ۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ
النسان۔ قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ
اے مسلم بھائی۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ
آدرش گرہستھ۔ قیمت ایک روپیہ
پریت سنیہے۔ قیمت دس آنے

گنگا کی لہریں۔ قیمت آٹھ آنے
آدرش مانو (ہندی) قیمت چھ روپے
امرت بندو (ہندی) " ۱۲ آنے
من جیتے جگ جیت (ہندی)
قیمت تین روپے (=/3)
آدرش پریوار (ہندی) قیمت تین روپے
روحانی مکالمہ۔ سوامی شنکر آچاریہ جی
کی مشہور کتاب پرشنوتری کا اردو منظوم ترجمہ
قیمت صرف -/37 پیسے
ساگر سنگیت مجموعہ بحر ترنم۔ شری
سی آر داس کا شاہکار قیمت (1/50)
صدر کی گیتا۔ مجموعہ بھگوت گیتا منظوم
از علامہ لچھمن پرشاد جی صدر قیمت =/2 روپیہ
گجندر موکشش منظوم قیمت 37 پیسے
پردہ مجاز۔ منشی پریم چند قیمت =/6
روٹھی رانی۔ 1/50
کربلا۔ =/3 خواب و خیال 3/50
شیوا جی۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے
روحانی اشارے۔ ایک روپیہ چار آنے
سائیں کے سو خیال۔ ایک روپیہ آٹھ آنے
کبیر بھجناولی قیمت دو روپے چار آنے
سوامی [illegible] سنگار باتصویر 5/- روپے
بیوی اور [illegible] کشن چند زیبا 1/50

Printed at : Sood Litho Press, Daryaganj, Delhi-6 Phone [illegible]